عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ ۔ ۲۶/شوال تا ۳/ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/دسمبر ۲۰۰۵ء ۔ شمارہ: ۴۵

قادیانیت فتاویٰ کے تناظر میں

معاشرتی اصلاح

نقوش اسلاف

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

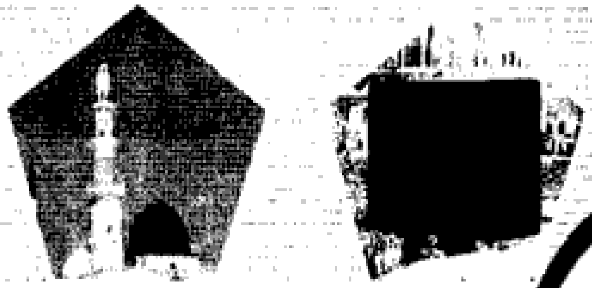

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

مقتدی تکبیر کب کہے؟

س:...... مقتدی امام کے پیچھے کس طرح نماز ادا کریں؟ امام کے منہ سے "اللہ" نکلے تو فوراً عمل شروع کر دیں؟

ج:...... امام کے تکبیر شروع کرنے کے بعد آپ تکبیر کہہ سکتے ہیں، مگر اس (بات) کا خیال رکھا جائے کہ تکبیر امام سے پہلے شروع نہ کی جائے اور امام سے پہلے ختم بھی نہ کی جائے۔

مقتدی کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں:

س:...... مردوں کیلئے فرض نماز کی رکعتوں میں تکبیر اور ثناء (ظہر و عصر کے علاوہ) با آواز بلند پڑھنے کا حکم ہے، مسجد میں بھی (جماعت کے علاوہ) کیا ایسا کرنا چاہئے؟ عموماً لوگ مساجد میں فرائض بھی خاموشی سے ادا کر لیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

ج:...... بلند آواز سے تکبیر امام کہتا ہے، مقتدی کو اور منفرد کو تکبیریں آہستہ کہنی چاہئیں اور ثناء تو امام بھی آہستہ پڑھے۔

مقتدی تکبیرات کتنی آواز سے کہے؟

س:...... بعض لوگ باجماعت نماز پڑھتے ہوئے امام کی تکبیروں کے ساتھ ساتھ تکبیریں کہتے ہیں اور کہتے بھی بالجہر ہیں یعنی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے دو تین اشخاص با آسانی ان کی آواز سن اور سمجھ سکتے ہیں، کیا ان کی نماز ہو جاتی ہے؟

ج:...... مقتدی کو تکبیر آہستہ کہنی چاہئے اور آہستہ کا مطلب یہ ہے کہ آواز صرف اس کے کانوں کو سنائی دے۔

امام کی اقتداء میں ثناء کب تک پڑھے؟

س:...... سری نماز و جہری نماز میں مقتدی کو ثناء کیسے ادا کرنی چاہئے، یعنی سری نماز میں کب تک اور جہری نماز میں کب تک پڑھنی چاہئے؟

ج:...... جب امام قرأت شروع کر دے تو ثناء چھوڑ دینی چاہئے اور سری نماز میں جب تک یہ خیال ہو کہ امام نے قرأت شروع نہیں کی ہوگی ثناء پڑھ لے، اس کے بعد چھوڑ دے۔

مقتدی کی ثناء کے درمیان اگر امام سورۂ فاتحہ شروع کر دے تو مقتدی خاموش ہو جائے:

س:...... امام کے سورۂ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے میں نے ثناء پڑھنی شروع کر دی اور درمیان میں امام نے سورۂ فاتحہ شروع کر دی اس وقت بقیہ ثناء اور تعوذ و تسمیہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... جب امام قرأت شروع کر دے تو ثناء پڑھنا وہیں پر بند کر دے۔ تعوذ و تسمیہ قرأت کے تابع ہیں، اس لئے ان کو امام اور منفرد پڑھے، مقتدی نہیں۔ مقتدی صرف ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائے۔

امام کے ساتھ ارکان کی ادائیگی:

س:...... جماعت کی نماز کے دوران امام جب رکوع و سجود کرتا ہے تو کیا اس کے ساتھ ساتھ رکوع و سجدہ میں جایا جائے یا بعد میں جایا جائے یعنی جب امام سجدہ میں چلا جائے تب مقتدی سجدہ کرے؟

ج:...... مقتدی کا رکوع و سجدہ اور قومہ و جلسہ امام کے ساتھ ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ مقتدی، امام کے رکن شروع کرنے کے بعد اس رکن کو شروع کرے۔ نیز یہ کہ امام سے آگے نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر امام کے اٹھنے بیٹھنے کی رفتار سست ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس امام کے ساتھ ہی انتقال شروع کیا تو امام سے آگے نکل جائے گا تو ایسی حالت میں تھوڑا سا توقف کرنا چاہئے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۴ شمارہ: ۴۵ ۲۶/شوال تا ۳/ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/دسمبر ۲۰۰۵ء

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا نذیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد ارشد عظیم
محمد فیصل عرفان

شمارے میں

قادیانیت اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن	(اداریہ)	4
معاشرتی اصلاح	(مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی)	6
اتباع سنت اور تعمیر اخلاق	(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)	12
قادیانیت قادیانی کے تناظر میں	(قاری عبدالوحید قاسمی)	15
نقوش اسلاف	(مولانا محمد امجد قاسمی ندوی)	18
خواتین کا کردار	(ثمینہ شفقت قریشی سہام)	22
شیزان کا بائیکاٹ	(طاہر رزاق)	23

زر تعاون بیرون ممالک امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۳۰ ڈالر

یورپ، افریقہ: ۱۰۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۸۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی ۲۷۵ روپے، سالانہ ۵۰۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر 927-2 [illegible] کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: [illegible]
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 4583486-4514122 Fax 4542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
[illegible] فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
[illegible]
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت [illegible] کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن

مقام شکر ہے کہ قادیانیوں میں اسلام قبول کرنے کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ قادیانیت کا فتنہ اب اپنے منطقی انجام کی طرف گامزن ہے۔ یہ فتنہ انگریزوں نے ہندوستان کے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور ان کو جہاد سے دور کرنے کے لئے پیدا کیا تھا اور آج بھی قادیانیت کو انگریزوں اور دیگر عالمی کفریہ طاقتوں کی سرپرستی واعانت حاصل ہے۔

علمائے کرام کی بے مثال جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستان کے مسلمانوں نے ۱۹۷۴ء میں اپنی صفوں میں گھسے ہوئے قادیانیوں کو نکال باہر کیا اور قانونی طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو برطانیہ نے انہیں پناہ دی اور قادیانی گرو مرزا طاہر لندن سے مغربی میڈیا کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی کوششیں کرتا رہا' لیکن عالمی کفریہ طاقتوں کی تمام تر اعانت اور تعاون کے باوجود قادیانی گروہ مسلمانوں کے ایمان خریدنے اور ان کے دلوں سے فریضہ جہاد کی اہمیت ختم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

آج دنیا کھلی آنکھوں دیکھ رہی ہے کہ قادیانیت اپنی بقا کی جدوجہد کر رہی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے' لیکن وہ اپنی جدوجہد میں بری طرح ناکام ثابت ہورہی ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں صورتحال یہ ہے کہ قادیانی دجل کا پردہ چاک ہونے کی وجہ سے قادیانی عوام بڑی تعداد میں مسلمان ہورہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں علمائے کرام ومشائخ عظام کی کوششیں رنگ لا رہی ہیں۔ علمائے کرام ومشائخ عظام کو اس میدان میں مزید کام کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ قادیانیوں تک حق کی دعوت پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے' تاکہ قادیانیت کے فتنے کا سدباب مستقل بنیادوں پر ہوسکے اور انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کیا جاسکے۔

قادیانیت نے انسانیت کو دعوؤں' لاف وگزاف' فحش کلامی' شہوت رانی' قادیانی رائل فیملی اور قادیانی جماعت کے بینک بیلنس میں چندوں کے ذریعہ بے پناہ اضافے' اسلام سے خروج اور مسلمانوں کی تضحیک کے سوا اور کیا دیا ہے؟ قادیانیت انسانیت کی تباہی کے لئے ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوکر میدان عمل میں اتری' جو ابلیس نے انسانیت کو گمراہ کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی سے طلب کئے تھے' لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ قادیانی جماعت کے رہنما' زعما' شعراء' وکلاء' صحافی' دانشور قادیانیت پر لعنت بھیج کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔

اسلام کے دامن میں آتے ہی وہ ابدی سکون محسوس کرتے ہیں' جس کا وہ کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ یہی نہیں' بلکہ وہ قادیانی جماعت کو دعوتِ اسلام دینے والے اسلام کے مبلغ بھی بن جاتے ہیں۔ یہ اسلام کی سچائی کا بین ثبوت ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قادیانی عقائد یہودیت کا چربہ اور غیر اسلامی نظریات کا ملغوبہ ہیں۔ قادیانیوں کو جلد از جلد ان عقائد سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے۔

دنیا اسلام کے علاوہ دیگر تمام نظاموں کی ناکامی کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرچکی ہے۔ اب مستقبل صرف اسلام کا ہے۔ ہر آنے والا دن اسلام کی سربلندی کی طرف جارہا ہے۔ نئی آنے والی صدیاں اسلام کے غلبے کی صدیاں ثابت ہوں گی۔ ان میں نہ قادیانیت کی لن ترانیاں چلیں گی' نہ عیسائیت کی زور زبردستی اور نہ یہودیت کی فتنہ پروری۔ اسلام کا سیدھا' سچا' ابدی' دائمی اور عالمگیر پیغام ہی اب دنیا میں چلے گا۔

اسلام وہ عظیم دین ہے جو توحید خالص کا درس دیتا ہے' جو نبی کو اللہ کا بہترین بندہ تو ثابت کرتا ہے لیکن خدا نہیں بناتا' جو نبی کو معراج جیسا معجزہ اور قرآن جیسی سچائی عطا کرتا ہے' جو دنیا کو انسانیت کا درس دیتا ہے' جس کے پیروکار روپے پیسے اور خاندانی بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت کی وجہ سے مقرب بارگاہِ خداوندی ٹھہرتے ہیں' جس میں قادیانی جماعت کی طرح مرزا قادیانی کی آل اولاد اور قادیانی جماعت کے فنڈ میں چندہ دینے کے بجائے معاشرے کے غریب اور نادار افراد کو اپنی زکوٰۃ و صدقات دینے کا حکم دیا جاتا ہے' جس میں جنسی انارکی کی قادیانی روش کے بجائے عفت و پاکیزگی اور ضبطِ نفس اختیار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

خود ہی سوچئے کہ ایسا بہترین مذہب جو خود اللہ کا پسندیدہ دین ہے' اگر یہ دین غالب نہیں رہے گا تو کیا قادیان کے لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے جنسی مریض مرزا غلام احمد قادیانی کا دین غالب رہے گا؟ قادیانی مذہب کی عمارت ڈھے چکی ہے اور اب صرف اس کا ملبہ اٹھایا جانا باقی ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' علمائے کرام اور مسلمانوں کے تعاون سے اس ملبہ کو ٹھکانے لگانے کی جدوجہد کررہی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس عظیم جدوجہد میں دامے درمے قدمے سخنے شریک ہوکر انسانی معاشرے کی تطہیر کا سامان کریں۔ اس موقع پر ہم مکرر درخواست کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی محافظت کے عظیم کام میں ہر مسلمان کو شریک ہوکر شفاعت نبوی کا حقدار بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

معاشرتی اصلاح

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی رحمہ اللہ کے ملفوظات

لڑکیوں کی پرورش کرنے اور ان پر خرچ کرنے کی فضیلت:

فرمایا: آج کل لڑکیوں کے پیدا ہو جانے کو عیب سمجھا جاتا ہے' لڑکا پیدا ہونے سے تو خوشی ہوتی ہے' لڑکی پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہوتی۔ کفارِ مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو بہت برا سمجھتے تھے' لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے' یہی حال آج امت کا ہو رہا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں' حالانکہ لڑکیوں پر خرچ کرنے میں جتنا ثواب ملتا ہے' لڑکوں پر خرچ کرنے میں اتنا ثواب نہیں ملتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے' لڑکی کے باپ کے پاس لوٹنے کی یہی شکل ہوتی ہے کہ یا تو وہ بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے' یا اس کا شوہر اس کو اچھی طرح رکھتا نہ ہو' ایسی حالت میں بے چاری کہاں جائے؟ اپنے میکہ ہی تو جائے گی' اپنے ماں باپ' بھائی کے پاس ہی تو رہے گی' یہاں نہ جائے گی تو پھر کہاں جائے؟ اپنے ماں باپ اور بھائی بھی اس کے نہ ہوں گے تو کون ہوگا؟

بعض لوگوں کو دیکھا کہ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد پھر اس کے ساتھ لڑکی جیسا سلوک نہیں کرتے' اس کے ساتھ اجنبیوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں' اچھے خاصے پڑھے لکھے دین دار لوگوں تک کو اس میں مبتلا دیکھا ہے' ارے اس بے چارہ کی اگر بھائی کی بیوی سے نہیں بنتی تو ماں' باپ اور بھائی تو ہیں' ان کو تو خیال کرنا چاہئے' تعجب ہے کہ وہ بھی خیال نہیں کرتے۔

لڑکی کی اہمیت:

فرمایا آج کل لڑکی پیدا ہونے کو بہت معیوب سمجھتے ہیں' لڑکا پیدا ہونے کی تو خوشی ہوتی ہے' لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں ہوتی' لڑکا پیدا ہو تو عقیقہ میں دو بکرے ذبح کر دیں گے' دعوت کریں گے' خوشیاں منائیں گے لڑکی پیدا ہوئی تو عقیقہ ہی نہ کریں گے۔

حالانکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے اس کو اچھی طرح پالا' تربیت کی' شادی کی' اس کے لئے جنت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ عورت بڑی برکت والی ہے جس کے پہلے لڑکی پیدا ہو۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت! معمولاتِ نبویؐ میں یہ حدیث منقول ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اور بھی جگہ ہے' مفسرین نے بھی نقل کی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ سے ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے؟ (یعنی مال کہاں خرچ کروں؟) حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری بیٹی جو تم پر لوٹا دی جائے' خواہ اس وجہ سے کہ وہ بیوہ ہو گئی' اس کا شوہر مر گیا' یا اس وجہ سے کہ اس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا' طلاق دے دی۔ اب ایسے حالات میں ماں باپ کی بھی نگاہیں پھر جاتی ہیں' باپ اپنی بیٹی کو بھول جاتا ہے۔

جھانسی میں ایک مرتبہ میرا جانا ہوا' ایک صاحب کے یہاں صبح کے وقت ٹھہرنا ہوا تھا' ایک لڑکا صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنے ہوئے آیا' اس کو گود میں بٹھا لیا' مٹھائی وغیرہ کوئی چیز کھانے کو دی' تھوڑی دیر میں ایک اور بچہ پرانے گندے کپڑے پہنے ہوئے خستہ حالت میں آیا' اس کو دیکھ کر کہا: بس آ گئے' لگ گئی خوشبو' کتوں کی طرح بھاگے چلے آئے' دھتکار کر بھگایا اور مجھ سے

فرماتے ہیں کہ مولانا یہ میرا نواسہ ہے' مجھ سے تو اپنا خرچ پورا نہیں ہوتا' ان کا کہاں سے پورا کروں؟ لڑکی ہے' میرے سر پڑگئی' مجبور ہوں۔ مجھے بہت ناگوار ہوا' میں ناراض ہوکر وہاں سے چلا آیا کہ ایسے شخص کے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے' باپ بھی بے چارہ لڑکی کا نہ ہوگا تو دنیا میں کون اس کا ہوگا؟

شادی میں تاخیر نہ کیجئے:

ایک صاحب نے آکر اپنے لڑکے کے متعلق حضرت سے کچھ مشورے لئے' ان کا لڑکا چند سال قبل مدرسہ میں زیر تعلیم بھی تھا' اب کسی مدرسہ میں پڑھانے کی بات چل رہی تھی' ان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کہیں سلسلہ لگا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا: وہ پہلے اپنی شکل تو درست کریں' داڑھی تو وہ کٹاتے ہیں' لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اعتراض کرتے ہیں (کیونکہ ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے' تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے) ان صاحب نے رشتہ کے متعلق بھی مشورہ کیا' حضرت نے فرمایا: رشتہ جلدی کر دیجئے' اس میں تاخیر نہ کیجئے' انہوں نے عرض کیا: کہیں سلسلہ سے لگ جائیں' کچھ انتظام ہو جائے' اس کے بعد رشتہ مناسب رہے گا۔ حضرت نے فرمایا: اس کا انتظار نہ کیجئے' اللہ تعالیٰ سب انتظام فرما دے گا' آپ پہلے سے اتنی فکر کر رہے ہیں' ایک صحابیؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقر کی شکایت کی' آپ ﷺ نے فرمایا: شادی کرلو۔ خود قرآن میں ہے: ان یکونوا فقراء الآیۃ اگر فقر ہے تو شادی کی برکت سے اللہ غنی نصیب فرما دے گا' اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مال اور جہیز خوب ملے گا' بلکہ ذمہ داری کا احساس ہو جاتا ہے' آدمی کچھ کرنے لگتا ہے اور اللہ برکت دیتا ہے۔ رزق کے سلسلہ میں زیادہ پریشان نہ ہونا چاہئے' جو آتا ہے مقدر کا کھاتا ہے' پھر ایک بہو کو دو روٹی آپ نہیں کھلا سکتے؟

ان صاحب نے پھر پڑھانے کی بابت مشورہ کیا' حضرت نے فرمایا: سوچ کر بتلاؤں گا' مقامی طور پر تو مناسب نہیں ہے۔ اعتراضات کی بھرمار ہوتی ہے' کام کرنا مشکل ہوتا ہے' آئے دن نئی نئی باتیں لوگ پیش کرتے ہیں' طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں' اس سے بہتر ہے کہ آدمی باہر رہ کر سکون سے کام کرے۔

سادگی کے ساتھ بارات کے بغیر شادی کی ترغیب:

ایک طالب علم جن کی شادی ہونے والی تھی' وہ اور چند احباب حضرت کی خدمت میں لمبا سفر طے کرکے چھوٹی سی گاڑی پر سوار ہوکر آئے تھے اور کام ہو جانے کے بعد جلدی واپس ہونے لگے۔ حضرت اقدس نے طالب علم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: جس طرح تم لوگ یہاں آئے ہو' کیا اس طرح سادگی کے ساتھ شادی اور رخصتی نہیں ہو سکتی؟ کہ تین چار آدمی آئیں اور رخصتی کرالیں' نہ بارات نہ دھوم دھام' اگر تم لوگ عمل نہ کرو گے تو کون کرے گا؟

منگنی اور تاریخ میں دعوت کی ضرورت نہیں:

حضرت کے متعلقین اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ ایک رشتہ کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لئے آئے' گفتگو کے درمیان حضرت نے فرمایا: منگنی اور تاریخ متعین کرتے وقت لوگوں کو جمع کرنے اور دعوت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ دو، چار لوگ آکر مشورہ کرکے تاریخ طے کرلیں۔

مسجد میں نکاح ہونے کی تحریک چلاؤ:

باندا کے مشہور آدمی بابا فرید حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے' حضرت نے ان سے فرمایا: باندا میں تم نوجوانوں کی ایک جماعت بناؤ' صدر اور رکن بنانے کی ضرورت نہیں' بس ایک جماعت ہو جو جگہ جگہ جاکر کام کرنے والی ہو' اور اس کی تحریک چلاؤ کہ جتنے بھی نکاح ہوں سب مسجد میں ہوں' اس کے علاوہ کسی اور چیز کو ابھی نہ چھیڑو' ابھی تو بس یہی تحریک چلاؤ کہ نکاح مسجد میں ہونے لگے' یہ سنت مردہ ہوتی جارہی ہے' حدیث شریف میں آیا ہے: ''نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اور مسجد میں کیا کرو'' کھانے پینے ٹھہرنے کا انتظام جہاں مناسب ہو کریں' لیکن اس پر زور دو کہ جب نکاح کا وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں آجائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ نکاح ہونے جارہا ہے' جس کو شریک ہونا ہوگا مسجد میں آجائے گا۔

کانپور میں' میں نے اس کی تحریک چلائی' الحمدللہ! اب صورت حال یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں بھی قیام تو کہیں اور ہوتا ہے لیکن نکاح مسجد ہی میں ہوتا ہے' یہ سنت مردہ ہو رہی ہے' اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے (ہر جگہ کے لوگوں کو چاہئے کہ) اس کی کوشش کریں۔

بیوی کے حقوق:

ایک عالم صاحب نے حضرت سے مشورہ لیا

کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں' میری اہلیہ مکان میں میرے ماں' باپ کے پاس ہے' میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں' مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے' لیکن میری بیوی' والدہ اور والد صاحب اس بات پر راضی نہیں' وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ' اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا' بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا' اور گھر میں مالی اعتبار سے تنگی پریشانی بھی ہے' ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

حضرت نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں' ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے' شریعت کا یہی حکم ہے' شریعت کے حکم کے آگے سب کو جھک جانا چاہئے' یہاں تک حکم ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر دوسری جگہ لیٹے نہیں' اس کے پاس ہی لیٹے۔ حضور ﷺ ان باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے' ایک کی باری میں دوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اور جس کی باری ہوتی' اس کے پاس ضرور جاتے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا یہ اس کا حق ہے۔

ان باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے' حالانکہ اس کی بہت اہمیت ہے' ان باتوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے' معلوم نہیں کس طرح لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مہینوں بلکہ کئی کئی سال باہر رہتے ہیں' نہ بچوں کی فکر نہ بیوی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو قانون مقرر کر دیا تھا کہ چار مہینے سے زائد کسی شخص کو بیوی سے علیحدہ رہنے کی اجازت نہیں' اور اب تو لوگ سال سال بھر تک باہر رہتے ہیں' باہر ملک جا کر پیسہ کما رہے ہیں' ایسا پیسہ کس کام کا کہ نہ بیوی کی شکل دیکھ سکے نہ بچوں کی' نہ رشتہ داروں سے ملاقات نہ ماں باپ کی خدمت۔

ایسی عورتیں بھی سخت خطرہ میں ہوتی ہیں' جن کے شوہر باہر رہتے ہیں' جن کے اندر بہت تقویٰ اور عفت ہو وہ تو بچی رہتی ہیں ورنہ ان کا بچنا مشکل ہوتا ہے' اس لئے کہ جیسے مردوں میں شہوت ہوتی ہے' عورتوں میں بھی تو شہوت ہوتی ہے اور شیطان عورتوں کو جلد بہکا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

ایک صاحب تھے جو ہر وقت جماعت ہی میں رہتے تھے' ہر وقت ان کا چلہ ہی ہوا کرتا تھا' جب دیکھو باہر سفر میں ہیں' بیوی کے حقوق کی کچھ پرواہ نہیں' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی بیوی کے دوسرے سے ناجائز تعلقات ہوگئے اور وہ ہوا جو نہ

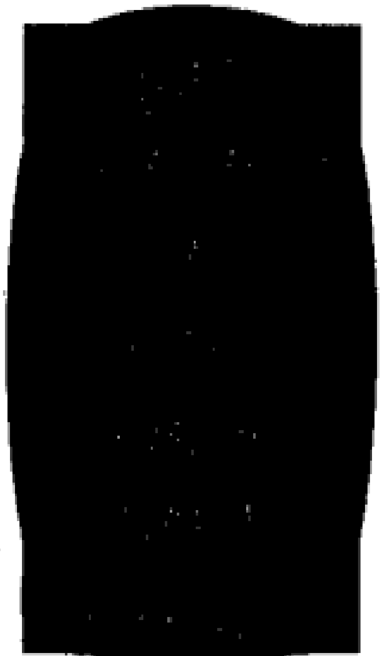

جبار کارپٹس

مساجد کیلئے خاص رعایت

پتہ :

این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

ہونا چاہئے۔ ہر چیز میں اعتدال ہوا کا بر سے مشورہ نہیں کرتے' اس قسم کے لوگ جو کرتے ہیں' اپنی طرف سے کرتے ہیں ورنہ مرکز کی طرف سے اس کی ممانعت ہے' خود مرکز تبلیغ میں جو لوگ رہتے ہیں' بیوی' بچوں کے ساتھ رہتے ہیں' ورنہ سال میں کئی چھٹیاں دی جاتی ہیں' جس میں جا کر وہ گھر والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ساس بہو کے ساتھ رہنے کا مسئلہ:

اسی ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے؟ عورت شوہر کی خدمت کے لئے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لئے؟ بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں' یہ ظلم اور ناجائز ہے' اسی واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہئے' ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں۔

کسی نے عرض کیا کہ حضرت تھانویؒ نے بھی یہی فرمایا ہے' ملفوظ میں بھی' وعظ میں بھی' فتویٰ میں بھی۔ فقہاء نے بھی لکھا ہے' صاحب بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا انتظام کرنا ضروری ہے' لیکن بہت سے لوگوں کے حلق کے نیچے نہیں اترتا' حضرت نے فرمایا: حلق سے نیچے اترے یا نہ اترے مسئلہ یہی ہے' شریعت کے حکم کے سامنے سب کو جھک جانا چاہئے۔

عرض کیا گیا کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ظاہر کرنے میں فتنہ ہوگا' اگر لوگوں کو اس کی ترغیب دی جائے تو اختلاف ہوگا۔ حضرت نے فرمایا: اس میں کیا فتنہ ہوگا اور کیا اس میں فتنہ نہیں ہوتا کہ ساتھ رہ رہے ہیں' آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں' بیوی نے ساس کی خدمت نہیں کی' گھر کا کام نہیں کیا تو ظلم ہونے لگا اور طلاق ہوگئی' یہ فتنہ نہیں ہے؟ اس فتنہ کی فکر نہیں کہ پوری زندگی ہی برباد ہوجائے گی' زیادہ تر لڑائیاں اسی کام کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ بہو کام نہیں کرتی' ارے بہو پر کام کرنا ضروری کب ہے' مسئلہ کے اعتبار سے دیکھو تو اس پر تو روٹی پکانا بھی فرض نہیں۔

عرض کیا گیا کہ بسا اوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لڑکا ہے' اس کی بوڑھی ماں ہے' خود کام کرنا اس کے لئے مشکل ہے' اب اگر بہو لڑکا علیحدہ رہیں تو بوڑھی ماں کو کس قدر پریشانی ہوگی؟ حضرت نے فرمایا: پھر بھی ساس کو بہو سے خدمت لینے کا حق نہیں ہے' لڑکے کو چاہئے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے' اس کا انتظام رکھے' نوکرانی لائے' لیکن بیوی سے زبردستی خدمت لینے کا کوئی حق نہیں۔ البتہ اخلاقی طور پر اس کو چاہئے کہ جب وہ محتاج ہے' معذور ہے' تو اس کی خدمت کرے' اس میں بہو کی تخصیص نہیں' کوئی بھی محتاج معذور ہو تو جو شخص پاس میں ہے' اخلاقی فرض یہ ہے کہ اس کی خدمت کرے' اس کی مدد کرے' میری اہلیہ ہے' میری ماں کی تین سال تک برابر اس طرح خدمت کی ہے کہ پاخانہ دھلاتیں' گود میں اٹھاتیں' کھلاتیں' پلاتیں' خوب خوشی سے خدمت کرتی تھیں اور خوشی سے کرنا بھی چاہئے' اخلاقی فریضہ بھی یہی ہے لیکن زبردستی اس کی منشاء کے خلاف ایسی سے خدمت لینے کا حق نہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سب لوگ علیحدہ رہتے ہیں' صرف کھانا ساتھ پکتا ہے' حضرت نے فرمایا: ارے اصل تو یہی ہے' اسی سے تو سارے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں' کھانا پکانا ضرور الگ ہونا چاہئے۔

والدین کی خدمت اور اہلیہ کے حقوق:

رمضان میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور یہ شکایت کی کہ میری بیوی اور ماں میں باہم نباہ نہیں ہوتا' آئے دن اختلاف اور کشیدگی ہوتی رہتی ہے' یہ کہہ کر ان صاحب نے تعویذ چاہا' حضرت نے فرمایا تعویذ تو میں دیتا لیکن آپ اہلیہ کو لے کر علیحدہ رہئے' کھانا پینا بھی علیحدہ رکھئے اور علیحدہ رہ کر والدین کی خدمت کیجئے' والدین اگر علیحدہ رہنے پر راضی نہ ہوں تب بھی علیحدہ رہئے' ناراض ہوں تو ہوا کریں' ان کی خدمت کرتے رہئے' انشاء اللہ کچھ دن میں سب ٹھیک ہوجائے گا۔

حضرت نے فرمایا: لوگ کتابیں نہیں دیکھتے ورنہ ساری باتوں کا علاج موجود ہے اور فرمایا کہ یہ کتاب (تحفۂ زوجین) لوگوں کو ضرور پڑھنا چاہئے۔

بے پردگی کا نتیجہ:

فرمایا: آج کل بے حیائی کا بازار گرم ہے' بے حیائی' بے پردگی اس قدر عام ہوچکی ہے اور ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا' ادھر کچھ دنوں سے زیادہ ہی ایسے واقعات ہو رہے ہیں' ابھی اسی سفر کی بات ہے' بے چارے ایک کرم فرما جو واقعی بڑے دین دار ہیں' علماء کی بڑی خدمت کرتے ہیں' خود میرے اوپر بھی ان کے احسانات ہیں اور وہ خود بھی نیک ہیں' صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں' لیکن ان کی ایک بہن ہے' غیر مسلم سے اس کا تعلق ہوگیا ہے' بس

اسی سے شادی کرنے کے لئے رنجھی پڑی ہے کہ شادی کروں گی تو اسی سے' بے چارے بڑے پریشان ہیں' وہ کیا کرسکتے ہیں' سب لوگ دعا کرو' اصل میں بے پردگی جہاں بھی ہوگی اپنا اثر دکھائے گی' زہر کوئی بھی کھائے اس کا اثر ہوکر رہے گا' دیندار گھرانوں میں بھی اگر بے پردگی ہوگی تو فساد ہوگا' یہ سب بے پردگی کا نتیجہ ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں' خواہش کا بھوت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی اولاد تک کو چھوڑ دیتا ہے' کئی واقعات ایسے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد سے تعلق ہوا' وہ اپنے شوہر تک کو قتل کرنے کو تیار ہوگئی' یہ بھوت ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی اس میں رکاوٹ بنے گا وہ اس کو دور کرے گا' بھائی ہو' باپ ہو' شوہر ہو' کسی کی پرواہ نہ ہوگی' بڑے فتنہ کا زمانہ ہے' اللہ حفاظت فرمائے' شریعت کے خلاف جب

> ایک صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے۔

کام ہوگا اس کا یہی نتیجہ ہوگا۔

عورت چاہے تو شوہر اور پورے گھر کو دیندار بنادے:

فرمایا: عورت کے حالات کا پورے گھر پر اثر پڑتا ہے' اگر عورت دیندار ہے تو دوسری عورتوں کو بھی دیندار بنادے گی' اگر عورت آزاد بے پردہ ہے تو ایک کے آنے سے پورا ماحول گندہ ہوجائے گا۔

ایک جگہ کا قصہ ہے کہ ایک تحصیلدار تھے' ان کی شادی ایک صاحب کی لڑکی سے ہوئی' جو حضرت تھانویؒ سے بیعت تھے' بڑے دیندار تھے' انکی دینداری کی شہرت تھی' رشتہ ہوا اور رخصتی ہوگئی' رخصتی کے بعد آتے ہی سب سے پہلے گھر میں دوسری عورتوں سے اس نے سلام کیا' نئی دلہن کیلئے سلام کرنا بڑے عار کی بات سمجھتے ہیں' عورتوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑی بے حیا معلوم ہوتی ہے' جب نماز کا وقت آیا تو اس نے خود ہی پانی مانگا' وضو کیا اور دوسری عورت سے کہا کہ آپ لوگ بھی نماز پڑھیں' سب کو وضو کرایا' نماز پڑھائی' عورتوں میں چرچا ہوا کہ یہ تو بڑی بے حیا ہے' ابھی سے تک تک باتیں کرتی ہیں' اس واسطے کہ اس وقت عورتوں کے ماحول میں نئی دلہن کے لئے بولنا جرم تھا' پانی بھی نہیں مانگ سکتی تھی' دوسری عورت ساتھ جاتی تھی' اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو پہلے

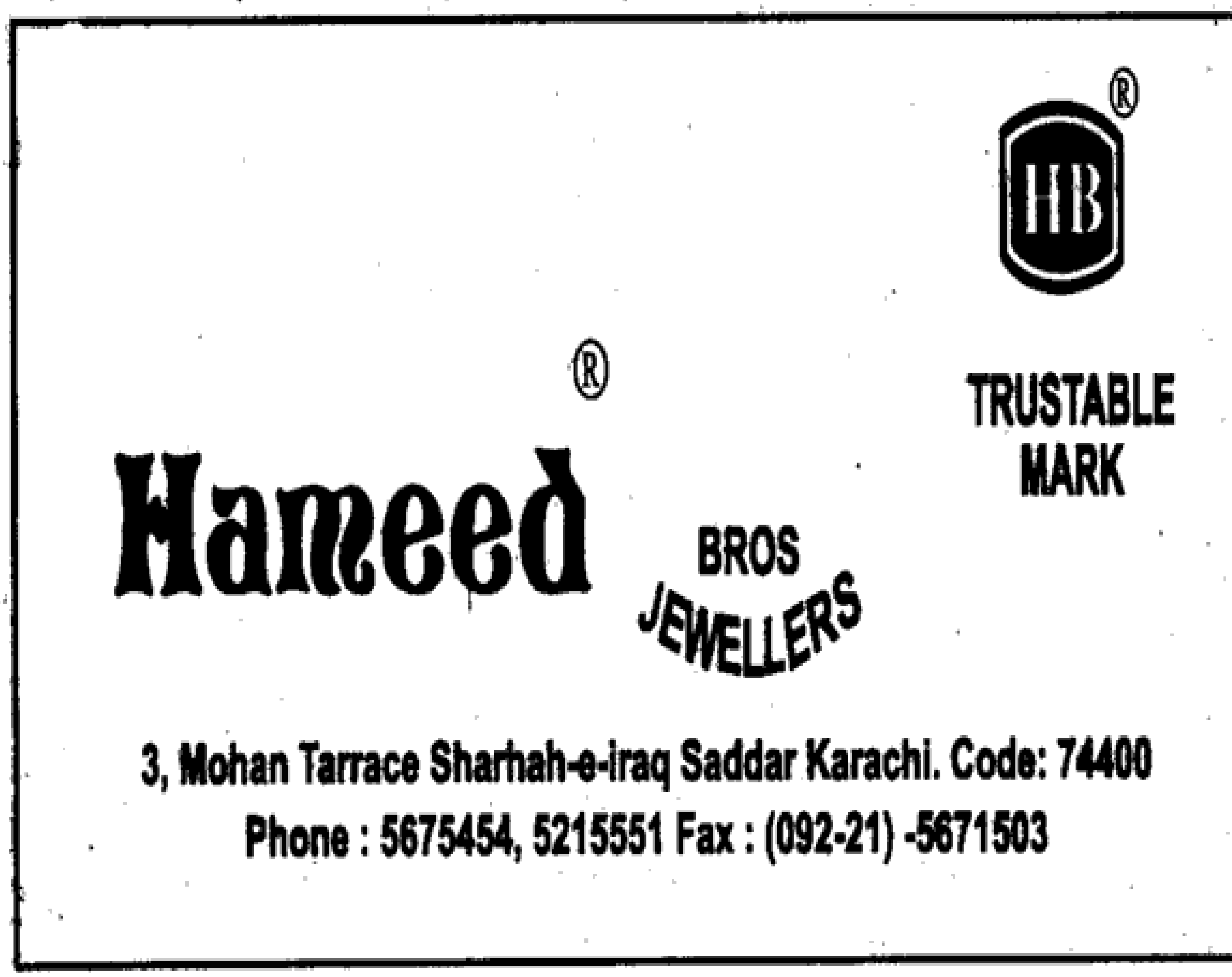

اس سے کہتی' وہ لا کر دیتی' اب کھانے کا وقت آیا' ناشتہ کھانا سامنے لایا گیا تو کھانے سے انکار کر دیا' بہت اصرار کیا گیا جب بھی نہ کھایا' اب بات پھیلی کہ بہو کچھ کھاتی نہیں' جب زیادہ اصرار کیا گیا تو کہا اچھا جس سے میرا رشتہ ہوا ہے ان کو بلا دیجئے' ان سے تھوڑی بات کرنا چاہتی ہوں' عورتوں میں ہائے ہائے مچ گئی کہ یہ کیسی بے حیا ہے' ابھی سے شوہر سے سب کے سامنے بات کرتی ہے' بڑی بے شرم ہے' شوہر کو بلایا گیا' اس نے پوچھا: کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے ہیں اور رشوت کھانا جرم ہے' اس کو تو میں نہیں کھاؤں گی' میں آپ سے مطالبہ نہیں کرتی' گھر قریب ہے' میں اپنا خرچ چلالوں گی' گفتگو ہوتی رہی' شوہر نے کہا کہ اس میں میری بدنامی ہے' بیوی نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی بدنامی معلوم ہو رہی ہے اور قیامت میں جو رسوائی ہوگی' اس کا خیال نہیں؟ شوہر نے توبہ کی' آئندہ کے لئے عہد کیا کہ کبھی رشوت نہ لوں گا' اس کے بعد بیوی نے کھانے کی شرعی صورت بیان کی' جب عورت دیندار ہوتی ہے تو شوہر کو دیندار بنا دیتی ہے' اس کو دیکھ کر دوسری عورتیں دیندار ہوتی ہیں' وہ تحصیلدار بعد میں بہت دیندار ہو گئے تھے' چہرہ پر داڑھی آ گئی تھی' میرے پاس کثرت سے آتے تھے' باندا میں بھی رہے ہیں' بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے' جب میں قربانی کے لئے جانور خریدنے جاتا تو میرے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلتے' میں جب تک رہتا میرے ساتھ ہی رہتے' میں نے ان سے کہا: آپ کی ذلت ہوتی ہے' کہنے لگے: یہ ذلت اس عزت سے ہزار درجہ اچھی ہے۔ اب بے چاروں کا انتقال ہو گیا ہے' بعد میں تو بہت دیندار ہو گئے تھے' واقعی جب عورت دیندار ہوتی ہے تو مرد کو دیندار بنا سکتی ہے۔

عورت بددین ہو تو شوہر کو بددین اور گھر کو برباد کر دے گی:

اگر عورت بددین اور آزاد بے پردہ ہے تو مرد کو بھی بددین بنا دے گی' کتنی جگہ آزاد عورتیں گھروں میں آئیں' خود بے پردہ تھیں' دوسروں کو بے پردہ بنا دیا' لباس ایسا کہ ہاتھ کھلے ہوئے' پیٹ کھلا ہوا' ایسی عورتیں دوسروں کو اور شوہر کو بھی بددین بنا دیتی ہیں۔

اس میں بھی ایک تحصیلدار صاحب ہی کا قصہ ہے' بڑے دیندار تھے' رشوت بالکل نہ لیتے تھے' نماز' روزہ کے پابند' اتفاق سے ان کے چپراسی کے یہاں شادی تھی' اس نے تحصیلدار صاحب سے اصرار کیا کہ صاحب اپنے گھر سے آپ بھیج دیں تو میری عزت رہ جائے گی' تحصیلدار صاحب کسی کے یہاں شادی وغیرہ میں بھیجتے نہ تھے' ایک تو شادی میں بے پردگی بہت ہوتی ہے' دوسرے اور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں' اس لئے اپنے گھر کی عورتوں کو شادی میں نہ بھیجتے تھے' لیکن چپراسی نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے بھیج دیا' وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں ایک سے ایک لباس پہنے زیور سے لدی پڑی ہیں اور ہر پانچ منٹ میں نیا جوڑا بدلا جا رہا ہے' اور ان کو کاٹو تو خون نہیں' عورتیں پوچھتیں کہ یہ کون ہیں؟ تو بتلایا جاتا کہ تحصیلدار صاحب کی بیگم ہیں' ان کی اور ذلت ہوتی' بس وہاں سے آ کر جب گھر آئی ہیں تو تحصیلدار صاحب پر برس پڑیں کہ میری ناک کٹا کے رکھ دی' مجھے ذلیل و رسوا کیا' چپراسی اور نوکر' ان کی عورتیں تو زیور سے لدی رہتی ہیں' نئے نئے جوڑے منٹ' منٹ پر بدلے جاتے ہیں اور میرے پاس صرف ایک سادہ جوڑا' زیور سے بالکل ننگی' تحصیلدار صاحب نے سمجھایا کہ ارے جتنی تنخواہ ہے' اسی کے مطابق انتظام کرتا ہوں' وہ لوگ دوسری طرح آمدنی کرتے ہیں' رشوت لیتے ہیں' بیگم صاحبہ فرماتی ہیں: تو آپ کے لئے کیا دروازہ بند ہے؟ آپ کو کس نے منع کیا؟ الغرض اتنا پیچھے پڑیں کہ بالآخر شوہر کو مجبور کر دیا' وہ رشوت لینے لگے اور ان کی ساری دینداری ختم ہو گئی' یہ تحصیلدار صاحب کی کمزوری اور ڈھیلے پن کی بات تھی ورنہ سخت ہو جاتے' نہ لیتے رشوت' کیا کر لیتی عورت' گھر سے نکال دیتے' دماغ درست ہو جاتا۔ جب عورت بددین ہوتی ہے تو شوہر کو بھی بددین بنا دیتی ہے' اسی وجہ سے اہل کتاب یہودی یا عیسائی عورتوں سے کوئی نکاح کرے تو نکاح تو جائز ہو جائے گا لیکن اس کی ممانعت ہے کیونکہ اس سے گھر برباد ہوتا ہے۔

دوران گفتگو فرمایا کہ شوہر بیوی کا بے تکلف ہو کر ماں باپ اور اپنے بڑوں کے سامنے بولنا' ہنسی مذاق کرنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں معلوم ہوتا' کچھ چیزیں عرفی ہوتی ہیں' عرف میں اس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ فقہاء کی تصریح کے مطابق ادب کا مدار عرف پر ہے اور عرف میں بڑوں کے سامنے بے تکلف ہو کر بات کرنے کو بے ادبی سمجھا جاتا ہے' لہٰذا یہ بہت بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہے۔

☆☆..................☆☆

اتباعِ سنّت اور تعمیرِ اخلاق

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اتباع سنت' بھلائی کا راستہ:

حضرت ابن عطاء اللہ اسکندریؒ بہت بڑے بزرگ اور حکیم ہیں' ان کا ایک ملفوظ ہے:

"جب تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو گے' اتنا ہی بھلائی کی طرف چلو گے' جتنا اتباع سے دوری ہوگی' اتنی ہی ہلاکت ہوگی۔"

فرمایا کہ ایک اللہ کے نزدیک آج قبولیت کے دروازے بند ہیں بجز اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آج کوئی نجات نہیں پا سکتا بغیر کامل اتباع کے۔

اتباع سنت دو قسم پر ہے:

متابعت دو طرح کی ہے ایک ظاہری اعمال میں نماز' روزہ' معاشرت' معاملات' اخلاق میں' اس کے جتنا قریب ہوں گے اتنا ہی اس کا وزن بڑھے گا' باطن کے انوار جن پر ظاہر ہوتے ہیں وہ اس کو جانتے ہیں' اتباع سنت کی برکات کے انوار کیا ہیں؟ آج لوگ نئی چیز کو پوچھا کرتے ہیں' کوٹ پتلون جوتا وغیرہ' میں کہتا ہوں کہ آج ساری دنیا اس بلا میں مبتلا ہے' جو انوار و برکات اُس سادہ لباس میں ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استعمال کئے' وہ ان میں ہرگز نہیں ہو سکتے' اسی طرح وضع قطع' عادات و خصائل' صورت و سیرت میں (اسوۂ نبویؐ سے) جتنی قربت ہوگی' اتنا ہی (اعمال میں) وزن ہوگا' آپ کی محبت مدار ہے ساری چیزوں کا' جتنا اس سے دور ہوں گے اتنا ہی نحوست آئے گی۔ اور دوسری چیز ہے باطنی متابعت کہ ہم اپنا دل خدا کی یاد میں لگائیں' ہم نے سینکڑوں تعلقات باندھ رکھے ہیں' دنیا بھر کے جھگڑے اپنے دل کے ساتھ باندھ رکھے ہیں' بس یہ نہ ہو' حقوق تو سب کے ادا ہوں' خیال سب کا ہو' مگر قلب ہمیشہ خدا کی یاد میں لگا رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی شان تھی' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ ظاہری اعمال تو ہم دیکھتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے اندر کیا اعمال تھے؟ آپؓ نے فرمایا: گھر کو صرف عبادت خانہ نہیں بنایا تھا' بلکہ مزاج گھر کے دھندے سب میں ہاتھ بٹاتے تھے مگر دین کا کوئی کام آ گیا تو سب چھوڑ چھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے یا دین کے خلاف کوئی بات کہتا تو آپ کو غصہ آ جاتا۔

باطنی کیفیات یہ ہیں کہ قلب کو اللہ کی یاد میں مشغول رکھیں۔ جیسے ہم کو نماز میں خشوع حاصل نہیں ہوتا' تو اس مرض کو پہچانیں' حضرت ابن عطاء اللہ اسکندریؒ فرماتے ہیں: اللہ پاک متوجہ ہوں بندے کی طرف اور بندہ متوجہ نہ ہو' تو اس میں کوئی بیماری ہے' اللہ کے ذکر سے زیادہ لذت کسی چیز میں نہیں ہے' اگر اس میں لذت نہ آئے تو یہ بیماری ہے' اس کا علاج کرو۔

تکبر اور خود پسندی کا مرض:

قلب کی حضوری نہ ہونا بیماری ہے' یہ قرآن سے پوچھو کہ کیا بیماری ہے' قرآن کریم میں ہے کہ "میں اپنی آیات سے پھیر دیتا ہوں' ان کے قلوب جو تکبر کرتے ہیں۔"

لیجئے بیماری کی تشخیص ہوگئی' اس سے کون خالی ہے' لوگوں کو اپنی بیماری کی اطلاع نہیں ہوتی' ایک شخص جماعت کی پابندی کرتا ہے' اچھی بات ہے مگر دوسرے اور عیوب ہیں' اس پر نظر نہیں' اپنے عمل کو اچھا سمجھنا' یہ تکبر ہے' ہم کوئی نیکی کرتے ہیں تو کمال سمجھتے اور اسی عمل میں دوسرے کو کمزور دیکھے اور تکبر کرے تو یہ معصیت سے زیادہ برا ہے' یہ تمام اعمال ضائع کر دیتا ہے' اس لئے نماز میں خشوع نہ ہونا تکبر ہے' اس کو تلاش کرو کہ کس جگہ چور ہے' سارا مدار اتباع پر ہے' ظاہر اور باطن دونوں میں اتباع ہو' دل اللہ کے لئے خالص رکھو' اس میں کسی اور کو نہ گھسنے دو اور اگر یہ روگ دور نہیں ہوتا تو نیک بندوں کی مجالست اختیار کرو' اس سے یہ روگ جائے گا اور کوشش کرو کہ اپنے اعمال کی پسندیدگی قلب میں نہ آئے' اس سے یہ مطلب نہیں کہ نماز کو اچھا نہ سمجھے یا صدقہ کو اچھا نہ کہے بلکہ اس کی اچھائی کو اپنی طرف منسوب نہ کرے کہ توفیق اسی (رب) نے دی ہے ورنہ میں کہاں اس قابل تھا کہ یہ عمل مجھ سے ہو جاتا' اللہ ہی دل میں یہ

ارادہ دیتا ہے ہاتھ پاؤں میں طاقت اسی نے دی' میں نے کیا کیا' اسے اپنی طرف منسوب نہ کرے' (اچھائی پر خود کو اچھا سمجھنا) اسی کو عجب کہتے ہیں' (اور اگر اس کے ساتھ) دوسروں کو اپنے مقابلہ میں حقیر (بھی) سمجھے (تو یہ تکبر ہے)' یہ فرق ہے عجب اور تکبر میں' یہ دونوں بڑے روگ ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا: اولیاء اللہ کے دل سے سب سے بعد میں جو رذیلہ نکلتا ہے وہ تکبر اور خود پسندی ہے' اس میں بڑے بڑے اولیاء مبتلا ہیں' حالانکہ آپ میں اتباع سنت کی تمام حدود موجود تھیں' فرماتے ہیں: "میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں اب تک یہ رذیلہ نہیں گیا۔" اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو پاس نہ پھٹکنے دیا جائے۔

اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے:

اللہ نے ساری نیکیاں ایک مکان میں جمع کردیں اور اس کی کنجی اتباع رسولؐ ہے' اب اتباع کیا ہے؟ متابعت کرو' قناعت میں' حرص میں نہ پڑو' رزق کی زیادہ فکر نہ کرو' دنیا بقدر ضرورت بھی آپؐ نے جمع نہ کی' تم بقدر ضرورت جمع کرلو لیکن ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرو' بھیک بھی مانگنا نہ پڑے اور فضولیات میں بھی نہ پڑ جاؤ' یہ عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ کسی کو کچھ دو تو کچھ روک کر بھی رکھو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کا ایک تہائی سے بھی کم قبول کیا' باقی واپس کردیا اور ایک شخص کو بالکل واپس کردیا جو اپنا سارے کا سارا لایا تھا' اس سے خفگی بھی ظاہر کی' یہ تو عام معمول تھا اور اپنے لئے اور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے خصوصیت تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا مال قبول کرلیا' ان کے درجات اور ہیں۔

غرض اعتدال سے جمع کرنے کا حکم ہے' آج دل کو پکڑے پھرتے ہیں' کھانا' ہضم نہیں ہوتا' مگر دنیا کی زیب و زینت حاصل کرنے کا روگ ہو گیا ہے' بغیر فرنیچر کے چین نہیں آتا اور متابعت کرو فضول باتوں' فضول جلسوں' فضول کاموں' فضول کھانے میں۔

غرض ہر فضولیات سے بچو' جہاں چار آدمی بیٹھتے ہیں' غیبت اور لایعنی ہوتا ہے' یہ بڑا عذاب لگ گیا ہے' قوم کے متقی لوگ بھی اس سے نہیں بچتے۔

فضولیات سے بچو:

فرمایا کہ مومن کا اسلام جب کامل ہوتا ہے جب لایعنی کو چھوڑ دے' اس دروازہ پر سب سے سخت پہرہ بٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے' اگر کوئی جاننا چاہے کہ مجھ سے خدا ناراض ہے یا راضی؟ تو دیکھ لے اگر لایعنی میں لگا ہے تو ناراض ہے۔ کمزوروں کے لئے یہ بڑا اچھا نسخہ ہے کہ لایعنی کو چھوڑو' تقویٰ اختیار کرو' سارا دین اسی میں ہے' متابعت کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کی غیبت زبان سے یا دل سے نہ کرو' ایذا رسانی سے بچو' جس پر اتباع کا دروازہ کھل گیا' وہ اللہ کو محبوب ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں جان و مال قربان کرنا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے اپنی جان و مال اور جذبات و خواہشات کو قربان کرنے کے لئے ہر آن تیار رہتے تھے' اپنی ہر ہر نشست و برخاست کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی فکر میں رہتے تھے اور اس معاملہ میں ان کے جذبہ اطاعت کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے اور جب منبر پر بیٹھ گئے تو کھڑے ہوئے لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ' اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے اور ابھی دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ آپ ﷺ کی یہ آواز کان میں پڑی' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ حکم سن کر ایک قدم آگے بڑھانا گوارا نہ کیا اور وہیں دروازے کے پاس بیٹھ گئے' آپ ﷺ نے ان کا یہ جاں نثارانہ جذبہ اطاعت دیکھا تو اس کی تعریف فرمائی اور پھر اندر بلالیا۔ (کنز العمال)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سیرت طیبہ کی اتباع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کی نقل اتارنے کا اس قدر شوق اور اتباع سنت کا اس قدر اہتمام تھا کہ وہ اس معاملہ میں غیروں کے استہزاء سے بھی مرعوب نہیں ہوئے بلکہ مخالف سے مخالف ماحول میں بھی اپنی وضع اور اپنے طرز زندگی پر ثابت قدم رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جثامہ بن مساحق رضی اللہ عنہ کو ہرقل بادشاہ روم کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا' وہ ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ان کے اکرام کے لئے ہرقل نے انہیں سونے کی ایک کرسی پر بٹھایا' حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شروع میں بے خیالی کے عالم میں اس کرسی پر بیٹھ گیا' لیکن جب احساس ہوا کہ یہ سونے کی کرسی ہے تو اس سے فوراً اتر کر کھڑا ہو گیا' ہرقل نے میرے اس عمل پر ہنس کر پوچھا کہ ہم نے تو اس کرسی کے ذریعہ تمہارا اکرام کیا تھا' تم اتر کیوں گئے؟ میں نے جواب میں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ نے اس جیسی (سونے کی چیز) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت عثمانؓ کا سنت کی پیروی کرنا:

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کی حیثیت میں مکہ مکرمہ پہنچے اور مکہ مکرمہ کے

سرداروں سے ملنے کے لئے جانے لگے تو ان کا ازار طریق سنت کے مطابق ٹخنوں سے اوپر تھا' مکہ مکرمہ کے سرداروں کے عام رواج کے مطابق یہ طریقہ کسی سردار کے شایانِ شان نہیں سمجھا جاتا تھا' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے چچا زاد بھائی نے ٹوکا کہ آپ مکہ کے سرداروں کے پاس جارہے ہیں' وہ آپ کی اس وضع کو نہ جانے کیا سمجھیں گے' اس لئے اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے کرلیجئے' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ازار اسی طرح ہوتا ہے۔ (کنز العمال)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس طرح کے واقعات سے بلاشبہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

اسلام کے حسین انقلاب کی بنیاد:

توجہ دراصل اس طرف دلانی ہے کہ اسلام نے دنیا کی تاریخ میں جو خوشگوار اور حسین انقلاب برپا کیا' اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک ایک جزو کی پوری پوری نقل اتارنے کی کوشش کی اور اس معاملے میں نہ کسی قسم کی ذہنی مرعوبیت اور کسی قسم کی تاویل و تحریف کو آڑے آنے دیا اور نہ اس راہ میں دوسروں کے طعن و تشنیع اور تمسخر و استہزاء کی کوئی پرواہ کی' اگر وہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے صرف زبانی تذکرے پر اکتفا کرتے تو دنیا کو اسلام کی حکمرانی کی برکات نصیب نہیں ہوسکتی تھیں۔

دعوتِ فکر:

حاصل یہ ہے کہ اگرچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حالات و مقالات کا سننا سنانا ہر حال میں نور علیٰ نور اور نفع ہی نفع ہے' اس لئے مسلمانوں کے جتنے بھی اجتماعات منعقد ہوں' وہ ناکافی ہیں' بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ ہم سیرت طیبہ کو ہر تعلیمی ادارے اور ہر مسلمان گھر تک پہنچانے کی فکر کریں لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ حقیقت ہر آن پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ہم دنیا کے دوسرے لیڈروں کی طرح محض کسی شخص کی تاریخی سوانح نہیں پڑھ رہے بلکہ دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کا ایک نسخۂ اکسیر لے اور دے رہے ہیں' جس کا صرف پڑھ لینا اور سمجھ لینا کافی نہیں بلکہ اپنے جسم اور روح پر اس کا استعمال ضروری ہے' لہٰذا سیرت طیبہ کے لئے منعقد ہونے والی ہر محفل کا ہم سے ایک تقاضا ہے اور وہ تقاضا یہ ہے کہ اس محفل کے دوران ہم بار بار اپنے آپ سے یہ محاسبہ کریں کہ ہم نے کس کی حیات طیبہ کو اپنا موضوع بنایا ہے اور خود ہماری زندگی کو اس سے کیا نسبت ہے؟

یہ فریضہ ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے' سیرت طیبہ کے بارے میں ہر تقریر اور ہر مقالہ ہم سے یہ سوچنے کا مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اپنی عملی زندگی میں کس مقام پر کھڑے ہیں؟ ہم نے دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کے اس نسخۂ اکسیر سے عملاً کتنا فائدہ اٹھایا ہے' جسے قرآن ہمارے لئے بہترین نمونہ قرار دیتا ہے اور جس کے فضائل و مناقب میں ہم خود رطب اللسان ہیں۔ سیرت طیبہ کے لئے اجتماعات بہت ہوتے رہے ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت ہوتے رہیں گے لیکن درحقیقت صرف وہ اجتماع ہماری انفرادی و اجتماعی سعادت کی صبح صادق ثابت ہوگا جو ہمارے دلوں میں ان سوالات کا کھرا کھرا جواب تلاش کرنے کی بے تابانہ لگن پیدا کرسکے' جو ہمارے فکر و عمل سے منطقی تاویلات کی غلیظ تہیں اتار کر ہمیں سیرت طیبہ کے آئینہ میں اپنی صحیح صورت دکھاسکے اور جس کے بعد ہم سیرت طیبہ کی صرف نظری اور فلسفیانہ تعریفیں کرنے کے بجائے اتباع سنت کی اس راہ پر گامزن ہوسکیں جس پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما' عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نقوش قدم ثبت ہیں۔

تین گزارشات:

۱:...... ہر ایک مسلمان روزانہ تھوڑا سا وقت سیرت طیبہ کے مطالعہ کے لئے نکالے' خواہ یہ وقت آدھا گھنٹہ یا اس سے بھی کم ہی کیوں نہ ہو' سیرت کے واقعات اپنے اہل خانہ کی موجودگی میں پڑھے جائیں اور اپنے نفس کا محاسبہ کیا جائے کہ ان پر کس حد تک عمل پیرا ہیں؟

۲:......(الف) مسلمان حکومتوں سے گزارش ہے کہ سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ہر قسم کی تعلیم کے ہر مرحلے اور تمام کالجوں اور اسکولوں میں لازمی مضمون قرار دے۔

(ب) ...... نشر و اشاعت کے تمام اداروں میں سیرت پر مشتمل ایک پروگرام روزانہ پابندی سے نشر کیا جائے۔

۳:......(الف) اہل علم و فکر سے گزارش ہے کہ عام مسلمانوں میں سیرت طیبہ کو عام فہم طریقے سے پھیلانے کی کوشش کریں۔

(ب)...... سیرت طیبہ کو اپنی صحیح اور اصلی صورت میں مسلمانوں کے تمام مسائل کے حل کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں نمونہ بنائیں۔

دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

قادیانیت فتاویٰ کے تناظر میں

قاری عبدالوحید قاسمی

مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے' ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کو رابطہ اسلامی کے زیر اہتمام عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا' جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا نمائندہ اجتماع تھا۔ اس اجتماع میں مرزائیت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی' وہ مرزائیت کے کفر ہونے پر اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کانفرنس میں تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیں اور قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں' کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کوئی بھی ذمہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے' قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریف کے بارے میں لوگوں کو خبردار کیا جائے۔

مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کرنے کے بعد علمائے امت نے متفقہ طور پر اس پر اور اس کے متبعین پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اختصار کے ساتھ یہ ملاحظہ فرمائیں:

سب سے پہلے علمائے لدھیانہ کی طرف سے مولانا محمد لدھیانوی نے ۱۸۸۴ء میں مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ فتاویٰ قادریہ صفحہ ۲۶ پر مختصر وجہ تکفیر بیان فرماتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

''بعد الحمد للہ والصلوٰۃ' محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم لدھیانوی ہیچ خدمت اہل اسلام عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول ۱۳۰۱ھ میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی' اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے' بعد میں رفتہ رفتہ کل اہل علم و اہل اسلام نے قادیانی کے ضال و مضل ہونے پر اتفاق کیا' حتیٰ کہ علمائے حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تحریر کر دیا' ان فتوؤں سے بہت سارے لوگوں کو ہدایت ملی۔''

شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ فرماتے تھے کہ مجھ کو بعد استخارہ کے معلوم ہوا کہ یہ شخص اس طرح سو رہا ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے' جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا' جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہوا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ جو اہل علم اس کی تکفیر میں ابھی تک تردد میں مبتلا ہیں' کچھ عرصہ بعد سب اس کو کافر کہیں گے' اور اس کے بعد ایسا ہی ہوا۔ (فتاویٰ قادریہ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

اور یہ حقیقت جب اہل علم' اہل اسلام کے سامنے کھلی تو بعد میں سب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔

خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دینے والوں کی فہرست درج کی ہے' جن میں مولانا محمد حسین دہلوی' مولانا عبدالحق دہلوی' مولانا عبداللہ ٹونکی' مولانا احمد علی سہارنپوری' مولانا سلطان الدین جے پوری' مولانا محمد حسن امروہی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام درج ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کی وجہ سے اس کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ جب مرزا قادیانی کا کفر کھل کر سامنے آیا تو اہل علم' اہل اسلام کے ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا ایک فتویٰ مرتب کیا' جس پر برصغیر کے تمام جید علماء کرام کے دستخط کرائے گئے اور آج بھی وہ موجود ہیں' خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تاریخ احمدیت میں لکھتا ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کا یہ فتویٰ کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھا اور اس میں دہلی' آگرہ' حیدر آباد' بنگال' کانپور' علیگڑھ' بنارس' اعظم گڑھ' لدھیانہ' دیوبند' سہارنپور وغیرہ غرضیکہ (متحدہ) ہندوستان کے اہم مقامات کے اہم علماء کرام کے فتاویٰ جات درج ہیں۔ (تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۴)

اس فتویٰ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دستخط بھی موجود ہیں۔

فتویٰ مکۃ المکرمہ:

مکۃ المکرمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

''اللہ کی حمد وثناء کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شک نہیں' کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس لئے کہ ارشاد خداوندی ہے: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ ......الخ'' اور جو شخص اس دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی تابعداری کرے وہ مدعی نبوت کی طرح کافر ہے اور اہل اسلام سے ان کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔'' (بیانات علماء ربانی ص۱۸۳)

علماء حرمین کے فتویٰ تکفیر کی اہمیت:

حرمین یعنی مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام کے فتاویٰ تکفیر کو کوئی غیر اہم چیز نہ سمجھا جائے' کیونکہ حجاز مقدس اسلام کا اولین وآخرین مرکز وگہوارہ ہے' اس لئے جس شخص کو علمائے حرمین بالاتفاق کافر قرار دیں' وہ بلا توبہ کے کبھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا' اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر سمجھا جائے گا' لہٰذا اس کے بعد قادیانیوں کے کفر میں کسی بھی قسم کا شک کرنا بھی کفر ہوجائے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ:

''میں کہتا ہوں کہ آپ کی وفات سے نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں:'' جان لو کہ دجال اکبر سے پہلے بہت سے دجال آئیں گے اور سب میں یہ امر مشترک ہوگا کہ اللہ کا نام لے کر لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں گے اور ان دجالوں میں وہ دجال بھی شامل ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔''

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ:

''جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔''

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ:

''اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں' جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' (مناظرہ عجیبہ)

نواب صدیق حسن خان مرحوم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:''اول انبیاء آدم علیہ السلام اور آخر انبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔'' (عقیدۃ السنی)

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ:

''اس میں شک نہیں کہ ان عقائد کا مقصد اور ان باتوں کا قائل کتاب اللہ کی بنیاد کو بزعم خود ڈھانے والا اور سنت کو خاک میں ملانے والا ہے اور اجماع مسلمانوں کا مقابلہ کرنے والا ہے' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے ضرر سے بچائے۔''

مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے:''قادیانی مرتد ہیں' مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام بھی پڑھتا ہے' اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے' جو اللہ تعالیٰ یا رسول محمد ﷺ یا کسی بھی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے' اس کا ذبیحہ محض مردار حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔'' (احکام شریعت)

ایک اور دوسرا فتویٰ ہندوستان کے علماء کرام کا ہے' جس میں تمام مشاہیر علماء ہند کے دستخط موجود ہیں یہ فتویٰ ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اب تک جو تحریکیں اٹھی ہیں' مرزائیت ان میں سے خطرناک ترین تحریک ہے۔ یہ شجرۂ خبیثہ منافقت' کفار سے یاری اور اسلام سے غداری کا مجموعہ ہے۔ مرزائیوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق بے شمار شکوک خود مسلمانوں کے اندر پھیلا دیئے ہیں' جن کی وجہ سے بہت سارے مسلمان انکار جہاد کے جرم میں مبتلا ہوکر اسلام کی شاہراہ سے ہٹ جاتے ہیں' الغرض فتنہ قادیانیت مسلمانوں کے لئے ایک خوفناک زہر ہے' اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم اور نصرت سے اس کا قلع قمع کرے۔

قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے لئے زہر قاتل ہیں۔ قادیانیوں کی وجہ سے دین کی آبرو آج بھی خطرے میں ہے۔

ان فتاویٰ جات کے بعد حکومتی سطح پر سب سے پہلے حکومت آزاد ریاست جموں وکشمیر نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مصر میں مئی ۱۹۸۵ء میں قادیانیت کے خلاف قانون میں ترمیم کی گئی۔ شام میں بھی مئی ۱۹۸۵ء میں ان کے خلاف قانون بنایا گیا۔

۱۸/اپریل ۱۹۷۳ء کو میجر محمد ایوب خان ایم ایل اے نے مندرجہ ذیل قرارداد آزاد کشمیر اسمبلی میں پیش کی کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں؟ ان کی رجسٹریشن کی جائے' انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کو نمائندگی دی جائے اور ریاست میں قادیانیوں کی تبلیغ کو ممنوع قرار دیا جائے۔

الحمدللہ! قرارداد تو پاس ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا' مگر اس فیصلہ اور قانون پر عملدرآمد آج تک نہیں ہوا' قادیانی پہلے سے زیادہ منظم ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ حکومت آزاد کشمیر فی الفور ان کو اسمبلی کے فیصلہ کے مطابق آئین اور قانون کا پابند کرے۔ مولانا عبدالحکیمؒ نے قومی اسمبلی میں اس قسم کی قرارداد پیش کی تھی۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو شام پانچ بج کر باون منٹ پر پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ عظیم اعلان ہوا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور اس فیصلہ کے حق میں ۱۳۰ ووٹ ملے اور مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا اور اس طرح سینیٹ آف پاکستان میں رات آٹھ بجکر چار منٹ پر یہ بل منظور ہوا۔

یہ تاریخ ساز فیصلہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں خصوصاً تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کے خون' علماء حق کے اخلاص اور سب سے بڑھ کر ختم نبوت کی برکات کا نتیجہ تھا۔

اس کے بعد پاکستان کی عدالتوں نے قادیانیت کے خلاف فیصلے دیئے اور وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بھی آیا۔ جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں بھی عدالتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

صدر ضیاء الحق مرحوم نے صدارتی آرڈی نینس جس کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس کہا جاتا ہے' نافذ کیا' اس فیصلہ سے قادیانیوں کے خلاف جس فتویٰ کی ابتداء علماء لدھیانہ نے ۱۸۸۴ء میں کی تھی' اب اس کی انتہا ۱۹۸۴ء میں ایک صدارتی آرڈی نینس کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اس سے ایک سو سالہ تاریخ مرتب اور مکمل ہوئی۔

قادیانیوں کے کفر کے خلاف فتاویٰ جات' مسلم حکمرانوں کے قوانین' اسلامی عدالتوں کے فیصلے' مسلم رہنماؤں کے خیالات اور مسلم امہ کے اجماع پر سو سالہ تاریخ مرتب ہوئی۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریات کی تاریں یہودیوں' صیہونیوں سے ملتی ہیں' بلکہ مصور پاکستان نے کیا خوب کہا ہے کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور قادیانی ملک اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد عدالتوں کے فیصلے ملاحظہ فرمائیں:

۱:......لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۸۲-۱۹۸۱ء' وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ۱۹۸۴ء' لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۸۷ء' بلوچستان ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۸۷ء' سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ ۱۹۸۸ء' لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۱ء' وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ۱۹۹۱ء' لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۲ء' سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ ۱۹۹۳ء۔

ہم ان تمام جج صاحبان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ ان حضرات نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی داستان عشق و وفا کو پھر زندہ کر دیا ہے اور عدل فاروقی کی یاد تازہ کر دی۔ عالم اسلام کے تمام مسلمان ہر دور میں ان ججوں کے لئے دعا گو ہیں:

ان عدالتوں کے فیصلوں کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

امتناع قادیانیت آرڈی نینس بنیادی حقوق کے خلاف نہیں۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کا نکاح جائز نہیں' تنسیخ نکاح کا حکم و فیصلہ۔

قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں ورنہ اپنی علیحدہ اصطلاحات بنالیتے۔

دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں مگر کسی نے بھی دوسرے مذہب کی اصطلاحات کو نہیں اپنایا' نہ ہی ان پر قبضہ کیا۔

اسلامی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکے اور قانون سازی کرے۔

کسی کو بھی مخصوص اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی' کیونکہ یہ مسلمانوں کے عقائد کا حصہ ہے۔

قادیانی بار بار اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے تمام مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

جسٹس عبدالقدیر چوہدری ان فیصلوں کا نچوڑ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس خطے کے مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی چیز ایمان ہے' وہ کسی ایسی حکومت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں جو ان کے ایمان کا تحفظ نہ کر سکے' انہیں دھوکا دہی سے نہ بچا سکے۔

☆☆......☆☆

نقوشِ اسلاف

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین واکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگیاں مجسم صبر تھیں، ہر نوع کی آزمائشوں پر ان کا شیوہ صبر تھا، وہ فقر واحتیاج کی آزمائش ہو یا بھوک وپیاس کا ظلم ہو، بیماری ہو یا اپنوں کے فراق کا صدمہ، اولاد کی موت کا حادثہ ہو یا شریک حیات کی وفات کا سانحہ، والدین کا فراق ہو یا بھائیوں اور بہنوں کا، ہر موڑ پر ان کی تاریخ صبر وتحمل اور رضا بالقضا سے معمور ہے۔ ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

فقر واحتیاج کی مشقت:

فقر وافلاس بہت بڑی آزمائش ہے اور اس میں لوگوں کو بے حد مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ اہل اسلام کے صبر اور رضا بالقضا کے امتحان کا ذریعہ ہے، اللہ نے اپنی حکمت بالغہ کے ذریعہ بعض بندوں کو مال دار بنایا ہے اور بعض کو محتاج وفقیر، قرآن میں اسی حقیقت کا ذکر آیا ہے:

"اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کر رکھی ہے۔" (النحل:۷۱)

آیت سے واضح ہوا کہ مال ودولت میں عدم مساوات فطری ہے اور اس میں مختلف درجات کا ہونا اللہ کی حکمت بالغہ اور مصالح انسانیہ کا مقتضی ہے۔ فرمایا گیا:

"اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔" (العنکبوت:۶۲)

اب جو بندہ فقر وافلاس پر صبر کرتا ہے اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر قانع اور راضی رہتا ہے، وہ امتحان صبر میں کامیاب اور جنت کی نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ حدیث نبوی میں اسی کی صراحت ہے کہ "فقراء مسلمین مال داروں سے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔"

مزید فرمایا: "میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو میں نے اہل جنت میں زیادہ تعداد فقراء کی پائی۔ (بخاری ومسلم)

صحابہ کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی مخلوق میں سے جنت میں سب سے پہلے کون جائے گا؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: اللہ اور رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے وہ فقراء مہاجرین جائیں گے جن کے ذریعے سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے (دشمن کی طرف سے آنے والی) ناپسندیدہ چیزوں (حملوں) سے بچاؤ ہوتا ہے، اور ان میں جب کوئی مرتا ہے تو اپنی ضرورت سینے میں دبائے مر جاتا ہے، اس کی تکمیل کی اس میں استطاعت نہیں ہوتی۔

ایک حدیث میں آیا ہے:

میرا حوض کوثر عدن سے لے کر عمان تک (کی مسافت کے بقدر لمبا چوڑا) ہوگا۔ اس کے پیالے ستاروں کی طرح (بے شمار) ہوں گے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا، اور اس سے سب سے زیادہ سیراب ومتمتع ہونے والے فقراء ومہاجرین ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ان فقراء کے اوصاف ہم سے بیان کیجئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پراگندہ بال، معمولی گندے لباس والے ہیں جو مال دار اور ناز ونعم میں پروردہ خواتین سے نکاح نہیں کرتے، اور جن کے لئے (فقر کی وجہ سے) دروازے نہیں کھولے جاتے، جو اپنے اوپر واجب حق ادا کرتے ہیں مگر ان کا حق انہیں نہیں دیا جاتا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

مزید فرمایا گیا: "فقراء مسلمین اس طرح تیز رفتاری سے آئیں گے جیسے کبوتر پر پھیلائے تیزی سے آتا ہے، ان سے کہا جائے گا: حساب کے لئے ٹھہرو، وہ کہیں گے: بخدا! ہم نے تو کچھ نہیں چھوڑا جس کا حساب دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندوں نے سچ کہا، چنانچہ وہ اور لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "جس کا مال کم ہو، بچے زیادہ ہوں، نماز اچھی ہو اور وہ مسلمانوں کی غیبت نہ

کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ وہ میرے ساتھ ہوگا (میرے قریب ہوگا)۔

فقر و احتیاج کے موقع پر صبر کی روش اپنانا بہت مشکل کام ہے اور بقول شاعر:

آنچہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

جو چیز شیر (جیسے بہادر) کو گیدڑ (جیسا بزدل) بنا دیتی ہے وہ فقر و احتیاج ہے' اس لئے فقر کی حالت میں جو بندہ صبر و ثبات کی راہ پر گامزن رہتا ہے وہی کامیاب و بامراد ہوتا ہے' انبیاء' اولیاء' صدیقین و شہداء و صالحین سب کو اس امتحان فقر سے گزرنا پڑا اور سب صابرانہ کامیاب گزرے۔

اہل اسلام کے لئے سب سے بڑا نمونہ اور مشعل راہ سید الاولین والآخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے' فقر و فاقہ کی آزمائش پر صبر آپ کا امتیاز تھا' آپ نے آخری لمحہ زندگی تک فقر کا سامنا کیا' آپ کے بارے میں آتا ہے کہ لگاتار دو دو ماہ گزر جاتے تھے اور آپ کے گھر میں چولہا گرم نہیں ہوتا تھا اور کھجور و پانی پر گزارہ ہوتا تھا۔ (بخاری)

عہد نبوت کا بہت مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں مصیبت زدہ ہوں' یہ سن کر آپ اپنے گھر سے کھانا منگواتے ہیں' مگر تمام ازواج مطہرات کے ہاں سے جواب آتا ہے کہ پانی کے سوا کچھ نہیں ہے' پھر آپ صحابہ کرامؓ کو متوجہ کرتے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ انصاری اس مہمان کو لے جاتے ہیں اور بچوں کے لئے تیار کھانا بچوں کو بہلا سلا کر اپنے مہمان کو کھلاتے اور ایثار کا ریکارڈ قائم کرتے ہیں۔ ایک اسلامی مورخ نے اس واقعہ کا نقشہ اپنے ساحرانہ اسلوب میں اس طرح کھینچا ہے: مغرب کی نماز ہو چکی ہے' کچھ نمازی رخصت ہو گئے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مسجد میں تشریف فرما ہیں کہ ایک شخص بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا ہے' پراگندہ مو' خستہ حال' چہرے پر زندگی کی سختیوں کے نقوش' عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ! میں مفلس اور مصیبت زدہ ہوں' وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہے' مگر شاید زبان ساتھ نہیں دیتی' مسجد میں پھیلی ہوئی خاموشی گھمبیر ہو جاتی ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند لمحے اس کے سراپا کا جائزہ لیتے ہیں' پھر ایک شخص سے فرماتے ہیں: ہمارے ہاں جاؤ اور اس مہمان کے لئے کھانا لے آؤ۔ وہ خالی ہاتھ واپس آ جاتا ہے اور زوجہ محترمہ کا پیغام دیتا ہے: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا' میرے پاس اس وقت پانی کے سوا کچھ نہیں۔ مسافر پیغام سن کر دم بخود رہ جاتا ہے' وہ جس بابرکت ہستی کے پاس اپنے افلاس کا رونا لے کر آتا ہے' خود ان کے گھر کا یہ حال ہے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغام سن کر دوسری زوجہ مطہرہؓ کے پاس بھیجتے ہیں' مگر وہاں سے بھی یہی جواب ملتا ہے' ایک ایک کر کے سب ازواج مطہرات سے پچھواتے ہیں' لیکن سب کا جواب یہی ہے: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا' ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔

نو وارد کی حالت دیدنی ہے' وہ افلاس اور فاقہ کشی سے بھاگ کر اس پاک ہستی کے دامن میں پناہ لینے آیا تھا جو تنگ دستوں اور محتاجوں کا ماویٰ و ملجا ہے' تاجدار دو عالم ہے' جس کے اشارے پر دنیا بھر کے خزانے قدموں پر ڈھیر ہو سکتے ہیں' ایسی عظیم اور مقدس ہستی کے ہاں بھی بس اللہ کا نام ہے! اسے اپنے گھر کا خیال آ جاتا ہے' وہاں اتنی احتیاج تو نہ تھی' جب اس نے گھر چھوڑا تھا' اس وقت بھی اس کے ہاں تین دن کی خوراک موجود تھی' پھر ایک بکری بھی اس کے پاس تھی جس کا دودھ زیادہ نہ سہی' بچے کے لئے تو کافی ہو رہتا تھا' وہ تو اس خیال سے حاضر ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دامن احتیاج پھیلائے گا' وہ جن کا جود و کرم ہوا سے بھی زیادہ بے پایاں ہے' ان کے فیض کرم سے کٹھن زندگی آسان ہو جائے گی' لیکن یہاں تو عالم ہی اور ہے' اسے اپنے وجود پر شرم آنے لگتی ہے اور ندامت کے قطروں سے اس کی پیشانی بھیگ جاتی ہے' اچانک اسے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دیتی ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

"آج کی رات اس شخص کی میزبانی کون کرے گا؟" ابو طلحہ انصاریؓ اٹھ کر عرض کرتے ہیں: "اے اللہ کے رسول! میرا گھر حاضر ہے۔" پھر اس شخص کو ساتھ لے کر گھر آتے ہیں' بیوی ام سلیمؓ سے پوچھتے ہیں: "کھانے کو کچھ ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے ایک مہمان ساتھ آئے ہیں۔" نیک بخت کہتی ہیں: "میرے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔" ابو طلحہؓ کہتے ہیں: "بچوں کو سلا دو اور کھانا دستر خوان پر چن کر چراغ گل کر دو' ہم مہمان کے ساتھ بیٹھے یونہی دکھاوے کو منہ چلاتے رہیں گے اور وہ پیٹ بھر کر کھا لے گا۔"

ام سلیمؓ ایسا ہی کرتی ہیں' اندھیرے میں مہمان بھی یہی سمجھتا ہے کہ میزبان بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں' مہمان کو کھانا کھلا کر سارا گھر فاقے سے پڑا رہتا ہے' صبح ہوتی ہے تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ تم دونوں میاں بیوی رات مہمان کے ساتھ جس سلوک سے پیش آئے' اللہ تعالیٰ اس

سے بہت خوش ہوا ہے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیت تلاوت فرماتے ہیں جو اس موقع پر نازل ہوئی:

"اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں' خواہ خود محتاج کیوں نہ ہوں۔" (الحشر:۹)

اس طرح حضرت ابوطلحہؓ اور ان کے گھر والوں کے ایثار کی داستان رہتی دنیا تک کلام الٰہی میں ثبت ہوجاتی ہے۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حد سے زیادہ زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دن خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور اس کے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے' اور چٹائی کی بناوٹ نے آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشانات ڈال دیئے ہیں اور سرہانے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال کاٹ کے بھری ہوئی ہے' یہ حالت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں' آپ ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"اے اللہ کے رسولؐ! میں کیوں نہ روؤں' یہ چٹائی آپ کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشان ڈال رہی ہے' ادھر قیصر وکسریٰ دنیا کے ناز ونعم میں ہیں' آپ تو اللہ کے نبی اور برگزیدہ ہیں۔"

اس پر آپ ﷺ نے جواب دیا:

"یہ سب تو وہ لوگ ہیں جن کو ان کی لذتیں اسی دنیا میں دے دی گئی ہیں (اور آخرت میں ان کا کچھ نہیں ہے) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا کا عیش ہو اور ہمارے لئے آخرت کا عیش۔"

ایک بار ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ "واللہ انی لاحبک" "خدا کی قسم! مجھے آپ ﷺ سے گہری محبت ہے اور یہی بات تین بار دہرائی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر مجھ سے سچی محبت ہے تو فقرو فاقہ سے دوچار ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ' مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر سیلاب کی رفتار سے زیادہ تیزی سے آتا ہے۔" (ترمذی)

قرآن میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا:

"آپ اپنے دل کو ان لوگوں کو معیت پر مطمئن کیجئے جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے لئے ان سے نگاہیں نہ پھیریئے۔" (الکہف:۲۸)

اس حکم کے بعد آپ ﷺ کا تعلق فقراء صحابہ سے بہت افزوں ہوگیا تھا' آپ ان سے خنداں ملتے اور سلام میں پہل کرتے اور فرماتے: تمام تعریف اللہ کی ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا کہ میں ان سے سلام میں پہل کروں' اور ان فقراء سے فرمایا:

"اے فقراء مہاجرین! قیامت کے دن مکمل روشنی کی بشارت قبول کرو' تم مال داروں سے آدھے دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جاؤ گے۔" (ابوداؤد)

ایک بار آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی فقراء صحابہ سے کچھ تلخ کلامی ہوگئی ہے' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کردیا ہے' اگر تم نے ان کو ناراض کردیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کردیا ہے' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس آئے اور معذرت کی۔

روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس حال میں وفات پائی کہ آپ کی زرہ تیس صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری)

آپ کی دعاؤں میں یہ دعا بہت مشہور ہے:

"اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا' اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔"

ان روایات سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے فقیرانہ زندگی گزاری اور فقر میں صبر کا عملی نمونہ قائم فرمادیا' ایک دن آپ ﷺ حضرت ابوذر غفاریؓ کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلے اور فرمایا: اے ابوذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت میں ایک گھاٹی بڑی دشوار گزار ہوگی' جس پر وہی چڑھ سکیں گے جو ہلکے ہوں گے' ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں ہلکا ہوں یا بھاری؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس ایک دن کی خوراک ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کل کی خوراک ہے؟ اس نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے کہا: پرسوں کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس تین دن کا کھانا ہوتا تب تم بھاری ہوتے اور وہ گھاٹی عبور نہ کرپاتے۔ (طبرانی)

حضرت ابوذرؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مال کی کثرت کو مال داری سمجھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اصل مال داری دل کی مال داری ہے اور اصل فقر دل کا فقر ہے۔ (نسائی)

اطاعت رسول کے جذبہ بے پناہ کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ نے فقر و فاقہ کی زاہدانہ زندگی کو ترجیح دی' صحابہ کرامؓ کی تاریخ میں اس کے بے شمار نمونے موجود ہیں' جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک بار اپنی تلوار لے کر بازار آئے اور فرمایا کہ مجھ سے یہ تلوار کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس چار درہم ہوتے جس سے میں تہہ بند خرید سکتا تو میں یہ تلوار فروخت نہ کرتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے' حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو بھیجا کہ جاؤ ایک غلام مانگ لاؤ تاکہ وہ گھر کا کام کر دیا کرے اور تمہیں اتنی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ حضرت فاطمہؓ خدمت نبویؐ میں آئیں مگر شرم و حیاء سے کچھ کہہ نہ سکیں' واپس چلی گئیں' پھر حضرت علیؓ کے ہمراہ آئیں' حضرت علیؓ نے بتایا کہ چکی پیستے پیستے فاطمہؓ کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں' آپ ایک خادم عنایت کر دیں تو بہتر ہو' آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں غلام تم کو نہیں دے سکتا' میں انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا' یہ سن کر حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ واپس چلے آئے' تھوڑی دیر بعد حضور اکرم ﷺ حضرت علیؓ کے مکان پر آئے' حضرت علی و فاطمہ دونوں لیٹے ہوئے تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: کیا میں تم کو اس چیز سے بہتر نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے مانگی تھی؟ دونوں نے عرض کیا: کیوں نہیں' ضرور بتایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چند کلمات ہیں جو مجھے جبریل نے سکھائے ہیں' ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ' دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو اور بستر پر لیٹتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو' حضرت علی کا بیان ہے: خدا کی قسم! جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے' آج تک میں نے انہیں نہ چھوڑا' پوچھا گیا کہ کیا جنگ صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا؟ فرمایا کہ نہیں اس رات بھی نہیں چھوڑا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس ایک آدمی آیا' اور ان کے گھر کا جائزہ لینے لگا' پھر بولا: اے ابوذر! میں آپ کے گھر میں کوئی سامان نہیں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ ہمارا اصل گھر دوسرا ہے (جنت) جہاں ہم سارا اچھا سامان (عمل صالح) بھیج رہے ہیں' وہ شخص بولا کہ جب تک یہاں ہیں کچھ سامان بھی ہونا چاہئے' حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ اس گھر کا مالک (اللہ) ہم کو یہاں رہنے نہیں دے گا (موت دے گا) اس لئے یہاں کچھ سامان رکھنا بے سود ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں شام تشریف لے جاتے ہیں' شہر حمص کے دورے پر پہنچتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ یہاں سب سے زیادہ محتاج کون ہے؟ اس کا نام لکھا جائے' تمام حاضرین جواب دیتے ہیں کہ سعید بن عامر بن جزیمؓ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا تعجب ہوتا ہے' پوچھتے ہیں کہ ان کی تنخواہ کیا ہوتی ہے؟ جواب ملتا ہے کہ سب فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں' کچھ باقی نہیں رکھتے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے ہیں' وہ حضرت سعیدؓ کی خدمت میں ایک ہزار دینار بھجواتے ہیں' قاصد جاتا ہے اور کہتا ہے کہ امیر المومنین نے آپ کی ضروریات کے لئے یہ ہدیہ بھیجا ہے' حضرت سعیدؓ ڈر سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتے ہیں' ان کی بیوی اندر سے باہر آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ کیا بات ہے؟ کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا؟ حضرت سعیدؓ کہتے ہیں: نہیں' اس سے بڑی مصیبت آئی ہے' اہلیہ پوچھتی ہیں: کیا کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے؟ جواب ملتا ہے: نہیں' اس سے بڑا حادثہ ہوا ہے' اہلیہ پوچھتی ہیں کہ کچھ تو بتایئے کہ کیا بات ہے؟ حضرت سعیدؓ فرماتے ہیں: دنیا کا فتنہ میرے پاس آ گیا ہے' پھر وہ سب دینار مستحقین پر صرف کر دیتے ہیں۔

(کتاب الزہد للامام احمد)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اپنے زمانہ خلافت میں جمعہ کی نماز میں کچھ تاخیر سے آئے' حاضرین کو اس سے ناگواری ہوئی' آپؒ نے فرمایا کہ میرے پاس بس ایک قمیص ہے' اسے دھو دیا تھا' اس کے سوکھنے میں دیر ہو گئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک بار حضرت رابعہ عدویہؒ سے ملاقات کے لئے گئے' حضرت رابعہ بدحالی اور فقر کا شکار تھیں' حضرت سفیان نے انہیں اپنے کسی مالدار پڑوسی سے مدد طلبی کے لئے کہا' اس پر حضرت رابعہؒ نے جواب دیا: اے سفیان! تم میری بدحالی کیا دیکھتے ہو؟ کیا تم اسلام پر یقین نہیں رکھتے؟ اسلام سراپا عزت ہے' اس کے ساتھ ذلت نہیں' وہ غنی ہے' جس کے ساتھ فقر نہیں' وہ انس ہے' جس کے ساتھ وحشت نہیں' بخدا! میں تو اس اللہ سے دنیا مانگنے سے شرماتی ہوں جو دنیا کا مالک ہے' تو میں کیسے اس سے دنیا مانگ سکتی ہوں' جو دنیا کا مالک نہیں ہے؟ یہ سن کر حضرت سفیان ثوریؒ بول اٹھے کہ میں نے اس جیسا (عمدہ و موثر) کلام نہیں سنا۔

امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو طلب علم کی راہ میں اپنے گھر کی شہتیریں تک فروخت کرنا پڑیں' اتنی مشقتوں کے بعد ان کو علم ملا' پھر جب وہ مسند حدیث پر متمکن ہوئے تو دنیا ان پر ٹوٹ پڑی' وہ فرمایا کرتے تھے: دین کا علم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ فقر کا ذائقہ نہ چکھا جائے۔

☆☆..........☆☆

سماجی زندگی کی برائیوں کے انسداد میں
خواتین کا کردار

ثمینہ شفقت قریشی سہام

"سماج" اور "معاشرہ" معنی اور مطلب کے لحاظ سے ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں' معاشرہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے یعنی اجتماعی زندگی گزارنے کو کہتے ہیں' چونکہ اردو زبان نے اپنے اندر ہندی کے بہت سے الفاظ سمونے کی گنجائش رکھی ہوئی ہے' اس لئے جسے ہم معاشرہ کہتے ہیں اسے ہندی میں "سماج" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سماجی مسائل یا سماجی برائیوں کو معاشرتی مسائل اور معاشرتی برائیاں بھی کہا جاتا ہے اور ہر دو کا مطلب مسائل یا برائیاں ہی ہیں جن کا تعلق انسانی اجتماعی زندگی سے ہے۔ برصغیر ہندوپاک میں مسلمان' ہندوؤں کے ساتھ عرصہ دراز تک مل جل کر رہتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اکثر رسمیں مسلمانوں پر اثر انداز ہوتی رہیں اور جب پاکستان بن گیا تو وہ سماجی زندگی کے رسم و رواج جو ہندوانہ زندگی میں پائے جاتے تھے وہ ابھی تک ہمارا پیچھا چھوڑنے کے لئے تیار نہیں' معاشرتی یا سماجی زندگی قومیت کا اثر بھی قبول کرتی ہے۔

ہمارا ملک اسلامی ملک ہے اس لئے یہاں اصولی طور پر دین اسلام ہی کا غلبہ ہونا چاہئے۔ بحمد اللہ! کرۂ ارض میں اس وقت اکاون مسلم ممالک ہیں لیکن دعوے سے نہیں کہا جاسکتا کہ کسی ایک ملک میں بھی مکمل طور پر اسلامی نظام قائم ہوگا بلکہ کسی ایک مملکت میں بھی معاشرہ صحیح طور پر اسلامی نہیں ہے۔

جب قرآن کریم میں سماج یا معاشرہ کا بیان پڑھتے ہیں تو امت کا لفظ معاشرے کے لئے استعمال ہوتا ہے' اسلامی معاشرہ اسے کہتے ہیں جس کے تحت مسلمان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بن کر اس کے احکامات بجالائے' ہمیں اپنی سماجی زندگی میں اسلامی منشور کو اپنانا از حد ضروری ہے لیکن بدقسمتی سے ہم اپنی سماجی زندگیوں میں سماجی برائیاں زیادہ پاتے ہیں اور سماجی اچھائیاں برائے نام ہی ہیں' جس کے نتیجے میں ہر طرف بے اطمینانی اور لڑائی جھگڑا نظر آتا ہے' اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنی نئی نسل کو ایمان کی بالیدگی کی معلومات فراہم کرنے میں لاپرواہی کی ہے' جس کی وجہ سے دین پر دنیا نے سبقت لے لی ہے۔ عورتوں نے غیر مسلم اقوام کی نقل کرتے ہوئے اپنی چال ڈھال اور مشابہت میں ان اقوام کی ہوبہو نقل شروع کردی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے دل میں خوف خدا اور فکر آخرت پیدا کی جائے' انہیں بتایا جائے کہ ہماری زندگی صرف اس دنیا تک محدود نہیں ہے بلکہ اصل زندگی وہ ہے جو اس دنیا سے چلے جانے کے بعد آخرت میں حاصل ہوگی۔ اگر یہ حقیقت ہمارے دل ودماغ میں اچھی طرح نقش ہوجائے تو ہمارا ضمیر جاگ جائے گا۔

معاشرتی و سماجی برائیوں کے ساتھ ساتھ ہماری زندگیوں میں بہت سی غیر شرعی رسمیں داخل ہوگئی ہیں جو سماجی مشکلات پیدا کررہی ہیں۔ دوسری شادی کرنا ہندو سماج میں معیوب سمجھا جاتا تھا جبکہ ہمارے ہاں بھی اگر بیوہ دوسری شادی کرے تو اسے تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ حالانکہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ بیوہ کے نکاح کرانے میں دیر نہ کی جائے' لیکن ہم اس فرمان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں ایک دوسرا سماجی نقص یہ بھی ہے کہ اگر بیوہ نو بیاہتے جوڑے کی شادی کی رسومات میں شرکت کرے تو اسے منحوس سمجھا جاتا ہے' جبکہ یہ توہمات ہندوانہ ہیں جو سراسر غیر شرعی ہیں۔ نکاح ایک سادہ سا عمل ہے لیکن اس کو ہفتوں کی رسموں میں ضائع کردیا جاتا ہے' اور آج کل شادی کو فضولیات کا سبب بنادیا گیا ہے۔ فوتگی کے موقع پر بھی بے شمار غیر شرعی رسمیں اپنائی جاتی ہیں اور اس غم واندوہ کے موقع پر بھی کھانے کا پرتکلف انتظام ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسے شادی کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

آج ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مذہب سے دوری ہوتی چلی گئی ہے یہ اس لئے ہوا کہ اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہوئی' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر شعبہ زندگی میں بدنظمی' بدامنی اور انتشار پھیل گیا اور ہمارا سماج اور معاشرہ برائیوں کی دلدل میں دھنستا چلا گیا' خواتین کو اسلام کی عائد کردہ حدود کا احترام کرتے ہوئے اپنی بنیادی ذمہ داری سے انحراف کئے بغیر اپنی سماجی زندگی کی اصلاح کا فریضہ انجام دینا چاہئے' اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ خواتین پہلے اپنے آپ کو دینی تعلیمات سے آراستہ کریں' سماجی زندگی اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالیں اور اپنی انفرادی اور گھریلو زندگی میں آپ ﷺ کے اعمال حسنہ سے رہنمائی حاصل کریں۔ ☆☆..........☆☆

شیزان کا بائیکاٹ

طاہر رزاق

شیزان قادیانیوں کی بدنام زمانہ مشروب ساز فیکٹری ہے۔ اقتصادی لحاظ سے یہ فتنہ قادیانیت کی ریڑھ کی ہڈی ہے' اسی کمپنی کے "پیٹرول" سے جھوٹی نبوت کی گاڑی چلتی ہے۔ المختصر شیزان کمپنی قادیانی نبوت کا اقتصادی یونٹ ہے' جس طرح تاجدار ختم نبوت جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اپنی دولت بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے' آج مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کے لئے شیزان کمپنی اپنا سرمایہ بے دریغ خرچ کررہی ہے۔ گزشتہ برسوں میں شیزان کمپنی نے قادیانیت کی تبلیغ وتشہیر کا ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے پر یہ جلسہ ملعونہ لندن میں منعقد ہوا' جس پر ایک زرکثیر خرچ ہوا جس کا نصف شیزان نے ادا کیا۔ ۱۹۸۸ء میں اپنی سالانہ آمدنی کا دسواں حصہ (ایک کروڑ ساڑھے اکاون ہزار روپے) ربوہ فنڈ میں جمع کرایا۔ شیزان ہی وہ دشمن اسلام کمپنی جو نبوت کاذبہ کے شائع ہونے والے درجنوں رسائل و جرائد کو اپنے اشتہارات دے کر انہیں مالی طور پر مضبوط رکھتی ہے۔ شیزان ہی وہ دشمن رسول کمپنی ہے جس نے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے قادیانی طلبأ کے وظائف مقرر کر رکھے ہیں' دنیا میں مرزائی نبوت کا لٹریچر اور تحریف شدہ قرآن پھیلانے کے شیطانی منصوبے پر پوری قوت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ جب شیزان کمپنی کا مالک چوہدری شاہنواز جہنم رسید ہوا تو اس کی مرگ بے ایمان پر قادیانی نبوت کے ترجمان "الفضل" نے اپنے مرتد سپوت کی شخصیت پر جو تعریفی کلمات کہے وہ ان بھولے بھالے مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے اور دماغوں کے دریچے وا کرنے کے لئے کافی ہیں جو کہتے ہیں کہ:

"شیزان فیکٹری قادیانیوں کی نہیں یا شیزان فیکٹری پہلے قادیانیوں کی تھی اور اب مسلمانوں نے خرید لی ہے۔"

قادیانی روزنامہ "الفضل" لکھتا ہے:

"احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب ۲۳/ مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ محترم چوہدری شاہنواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ و طباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔

چنانچہ سیدنا حضرت جماعت احمدیہ (الرابع) اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷/ دسمبر کو خطاب فرماتے ہوئے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا:

"روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کرسکے تھے' اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہنواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی' انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ و نظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی...... ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کروں گا۔" (الفضل ۱۴/ جنوری ۱۹۸۴ء)

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر بھی فرمایا:

"مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کو رشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔"

حضور نے مزید فرمایا:

"جاپانی زبان کے متعلق چوہدری شاہنواز

صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔" (ضمیمہ قادیانی ماہنامہ "خالد" اکتوبر ۱۹۸۷ء ص ۹ ک ۲)

شیزان کمپنی کو مسلمانوں کی کمائی کھلانے والو! قادیانی جریدہ کے اس اعلان کو چشمانِ ہوش سے بار بار پڑھو:

"آپ پاکستان کے نمایاں صنعت کاروں میں سے تھے' آپ نے نہایت کامیاب تجارتی ادارے قائم کئے' ان میں شاہنواز لمیٹڈ' شیزان انٹرنیشنل' شاہ تاج شوگر ملز اور شاہنواز ٹیکسٹائل ملز شامل ہیں۔"
(الفضل ربوہ ۲۶/ مارچ ۱۹۹۰ء)

اے مسلمان! قادیانیوں کا یہ ترجمہ قرآن کیا ہے؟ یہ جھوٹی نبوت کے سفاک لٹیروں کی تیروں' نیزوں' خنجروں' برچھیوں' بھالوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہوکر قرآن پر یلغار ہے' قرآنی مطالب ومعانی کا قتل ہے' مفاہیم قرآن کا گلا گھونٹنا ہے' الفاظ قرآن کو ارتدادی لباس پہنانا ہے اور دجل و فریب کے سہارے قرآن سے قادیانی نبوت کا جواز اور ثبوت پیش کرنا ہے۔

اے سادہ لوح مسلمان! قادیانی ترجمہ قرآن کے اپنے باطل مشن پر کروڑوں روپے کیوں صرف کررہے ہیں؟ پوری دنیا میں اس زہریلے ترجمے کو کیوں پھیلا رہے ہیں؟ اور شیزان کمپنی اس فوج ابلیس کا ہراول دستہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہ اسی ارتدادی ترجمہ قرآن کی مدد سے "عقیدۂ ختم نبوت" کو جھٹلاتے ہیں اور سلسلہ نبوت کو جاری ثابت کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا جواز نکالا جاتا ہے اور اسے مسند نبوت ورسالت پر بٹھایا جاتا ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیا جاتا ہے اور مرزا قادیانی کو آنے والا مسیح موعود کہا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مانا جاتا ہے (نعوذ باللہ) اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دوبارہ اس دنیا میں مرزا قادیانی کی صورت میں تشریف لائے ہیں۔" (نعوذ باللہ)

دین کی تکمیل مرزا قادیانی کی ذات پر کی جاتی ہے' قرآن کا اس کی ذات پر دوبارہ نازل ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ قرآن کی وہ آیات جن میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے' ان آیات مقدسہ کو مرزا قادیانی سے منسوب کیا جاتا ہے' اس کے مرتد ساتھیوں کی جماعت کو "صحابہ رسول" کے نام سے پکارا جاتا ہے' اس کی بے ایمان بیویوں کو "امہات المومنین" کا نام دیا جاتا ہے' اس کے گھر والوں کے لئے "اہل بیت" کی مقدس اصطلاح استعمال کی جاتی ہے' اسی ترجمہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکیک حملے کئے جاتے ہیں' عقیدۂ توحید کی بنیادوں کو منہدم کیا جاتا ہے' منصب نبوت ورسالت پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں' انبیاء کرام کا مذاق اڑایا جاتا ہے' مریم مقدسہ پر بہتان لگائے جاتے ہیں اور شعائر اسلامی کو اس بری طرح روندا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔

اے مسلمان! قادیانی اس قدر تندہی سے اس ارتدادی منصوبہ پر اس لئے عمل پیرا ہیں کیونکہ وہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا ناطہ توڑ کر مرتد عصر مرزا قادیانی سے جوڑنا چاہتے ہیں' ملت بیضا کی عقیدتوں کے دھاروں کا رخ مکہ اور مدینہ کے روحانی مراکز سے موڑ کر سوئے مرکز نبوت افرنگ "قادیان" لے جانا چاہتے ہیں اور نبوت محمدی کا پرچم سرنگوں کرکے عالم کی فضاؤں میں قادیانی نبوت کا پرچم لہرانا چاہتے ہیں اور انسانیت کو اس پرچم تلے جمع کرکے مرزا قادیانی کے سر پر رہبر انسانیت کا تاج رکھنا چاہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اے مسلمان! جب تو مصنوعات "شیزان" خریدتا ہے تو تیری جیب سے ایک خطیر رقم نکل کر مالکان شیزان کی تجوریوں میں جا پہنچتی ہے اور پھر نبوت کاذبہ کا یہ کاروباری ادارہ تیری رقم کا دسواں حصہ قادیانیوں کے مرکزی فنڈ میں پہنچا دیتا ہے۔ اب اگر تیری رقم کسی قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر پر خرچ ہوئی تو اس بیت الشیطان کی تعمیر میں تو کتنا معاون ومددگار ہوگا؟ تیری رقم سے کسی قادیانی مبلغ کو تنخواہ ملی اور اس نے کسی مسلمان کو قادیانیت کے دام میں پھنسا کر قادیانی بنالیا تو اس کا ایمان لوٹنے میں تو کتنا ملوث ہوگا؟ تیری رقم سے تحریف شدہ قرآن اور مسخ کردہ احادیث شائع ہوئیں تو اسلام کے خلاف اس گھناؤنی سازش میں تیرا کتنا حصہ ہوگا؟ تیری رقم سے قادیانی اسلحہ خریدیں اور اس اسلحہ سے کسی مجاہد ختم نبوت کو شہید کردیں تو اس قتل ناحق میں تو کہاں تک شامل ہوگا؟ تیری رقم سے مرزائی سربراہ لعین مرغ' قورمہ' زردہ' پلاؤ اور دیگر مقوی اشیاء کھا کر اپنے قلب وجگر اور دماغ وزبان کو تقویت دے اور پھر ان قوتوں سے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے دین کے بارے میں بکواس کرے تو اس کی آواز میں تیری کتنی آواز ہوگی؟

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو!

مصنوعات شیزان خریدنا جھوٹی نبوت کے فنڈ میں پیسہ جمع کروانا ہے' ختم نبوت کے لٹیروں کی کمر مضبوط کرنا ہے' ناموس رسالت کے ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں خنجر دینا ہے' فرض کریں کہ آپ پانچ بھائی ہیں' باپ نے آپ کو بڑی محبتوں اور چاہتوں سے پالا ہے' ایک شخص

جو آپ کے ابا جان سے بغض و عناد رکھتا ہے' لیکن اس کا اظہار نہیں کرتا' آپ کے محلہ میں ایک دکان کھول لیتا ہے' آپ اس دکاندار سے گھر کے لئے سودا سلف خریدتے ہیں' آپ کے ایک سال سودا سلف خریدنے سے دکاندار کو جتنی آمدنی ہوتی ہے' وہ اس سے ایک ریوالور خریدتا ہے اور آپ کے پیارے والد صاحب پر حملہ آور ہوتا ہے' حملہ کا صدمہ تو آپ کو ہوگا ہی لیکن جب آپ کو یہ پتہ چلے گا کہ ہمارے ہی پیسوں سے اس شقی القلب نے ریوالور خریدا اور ہمارے ہی پیسوں سے خریدی گئی گولیاں والد صاحب پر چلائی گئیں' اس صورت میں غم و غصہ' افسوس و ندامت کی جو کیفیات آپ پر طاری ہوں گی' الفاظ انہیں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ اس دکاندار سے جس طرح کا برتاؤ کریں گے اور قانون اور طاقت کے ذریعہ جس شدت سے اس کا محاسبہ کریں گے' یہ آپ کی غیرت اور باپ سے محبت کا اظہار ہوگا اور یقیناً محبت و غیرت کا یہ اظہار ایک روشن مثال ہوگی' لیکن اگر ہم لاکھوں مسلمان بھائی مصنوعات "شیزان" خریدیں' اور لاکھوں روپے قادیانی فنڈ میں جمع کرائیں اور اس بھاری رقم کے توسط سے قادیانی خطرناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہوں اور ہمیں پرواہ تک نہ ہو بلکہ بار بار شیزان خرید کر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قزاقوں کی جھولیاں سیم و زر سے بھرتے رہیں اور اس گناہ عظیم کا ارتکاب بار بار کرتے رہیں تو ہماری دینی غیرت و اسلامی حمیت کا معیار کیا ہوا؟ ہائے! جسمانی باپ کے مسئلہ پر اتنا غم و غصہ' افسوس و ندامت اور روحانی باپ کی ذات اقدس کے معاملہ پر خاموشی و بے اعتنائی! جس کے جوتوں کی خاک پر جسمانی باپ قربان' مسلمانوں کی بے حسی و بے حمیتی پر زمانہ یہی کہہ رہا ہے:

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی

اگر یہودیوں کی کوئی تنظیم پاکستان آئے اور پاکستان میں فروخت کرنے کے لئے بہت سی اشیاء ساتھ لائے اور ان کا منصوبہ یہ ہو کہ ان اشیاء کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی' اس سے حج کے موقع پر خانہ کعبہ میں بموں کے دھماکے کرائے جائیں گے اور خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی (نعوذ باللہ) اگر مسلمانوں کو اس خطرناک منصوبہ کا علم ہو جائے تو اشیاء تو گئیں جہنم میں' اس شیطانی تنظیم کی ایسی درگت بنائیں گے کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ شیزان بھی ایک ایسی ہی تنظیم اور کمپنی ہے جو ایک ہی زبردست دھماکے سے اسلام کے پرخچے اڑا دینا چاہتی ہے لیکن مسلمانوں کی سادہ لوحی دیکھئے کہ دھڑا دھڑ شیزان خرید رہے ہیں اور اس دشمن اسلام کمپنی کی جیبوں کو اپنے نوٹوں سے بھر رہے ہیں۔

"کوئی تو نا صح اٹھے میری قوم کو سمجھانے کے لئے"

جب کسی دکاندار سے شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کو کہا جاتا ہے' تو وہ کہتا ہے کہ جناب بائیکاٹ ایک ظلم ہے کیونکہ شیزان فیکٹری میں سینکڑوں مسلمان بھی کام کرتے ہیں' اگر شیزان کا بائیکاٹ کر دیا جائے تو بے چارے ملازمین بے روزگار ہو جائیں گے اور قادیانی اس ہتھیار کو کمال مہارت سے استعمال کرتے ہیں۔ شیزان کمپنی کی تمام کلیدی آسامیوں پر قادیانی قابض ہیں۔ مسلمان ملازمین تو معمولی تنخواہوں پر محنت مزدوری کرتے ہیں' ٹرکوں کے ڈرائیور' کنڈیکٹر' اور بوجھ اتارنے چڑھانے والے مزدور مسلمان ہی ہوتے ہیں' جب کسی علاقہ میں شیزان کے بائیکاٹ کی تحریک اٹھتی ہے اور مسلمان دکاندار دینی غیرت سے سرشار ہو کر شیزان کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں تو ان حالات میں مالکان شیزان مسلمان ملازمین والا ہتھیار استعمال کرتے ہیں اور ان ملازمین کو علاقے کے دکانداروں کے پاس بھیج دیتے ہیں' جہاں جا کر یہ ملازمین منت سماجت کرتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر انہیں کہتے ہیں کہ خدارا! ہمارے حال پر رحم کھاؤ' اگر تم نے مال لینا بند کر دیا تو ہماری ملازمتیں ختم کر دی جائیں گی اور ہمارے بیوی بچے نان شبینہ کو ترسیں گے' بات شیزان کی نہیں' بات ہمارے مالی تحفظ کی ہے' بات بچوں کی دو وقت کی روٹی کی ہے' ہم تمہارے کلمہ گو مسلمان بھائی ہیں' ہمارے لئے مصنوعات شیزان رکھ لو۔ ان کی درد بھری باتیں سن کر اکثر دکاندار ان پر ترس کھاتے ہیں اور دکانوں پر شیزان کا کاروبار پھر زور و شور سے شروع ہو جاتا ہے اور قادیانی اپنے اس خطرناک داؤ میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عیار قادیانی مسلمان دکانداروں کا شکار کرنے کے لئے ان مسلمان ملازمین کو اسی طرح استعمال کرتے ہیں جس طرح مچھیرا مچھلی کے گوشت کا ٹکڑا کانٹے پر لگا کر دوسری مچھلیوں کا شکار کرتا ہے۔

شیزان فیکٹری میں کام کرنے والے مسلمان!

اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے' اس کے رزق کے خزانے بڑے وسیع ہیں' مرتدوں کے ہاں تیری ملازمت باعث ندامت دنیا و آخرت ہے' اور تیری غیرت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے' رحمن و رحیم خدا پر بھروسہ کر' شیزان کی ایمان سوز نوکری کو جوتے کی ٹھوکر مار' یقیناً اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

اے شیزان پینے والے! شیزان پی پی کر اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے...... مرتدین کا یہ موذی مشروب تجھے کسی موذی مرض میں مبتلا نہ کر دے...... اور زندگی کی ساری رعنائیاں تجھے داغ مفارقت نہ دے جائیں:

اے شیزان بیچنے والے! شیزان بیچ کر اپنی غیرت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیچ‘ دشمنان رسول کا کاروباری ایجنٹ بن کر قادیانیت نہ پال‘ یہ کاروبار ختم کرنے سے جو چند ٹکے تیرے گھر آئیں گے وہ اپنے ساتھ لاکھوں نحوستوں کے انبار بھی لائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے اس ذلیل کاروبار پر تھوک دے ورنہ تیری زندگی دوسروں کے لئے تماشہ عبرت نہ بن جائے:

ناموس دین حق کے نگہباں کو کیا ہوا
اے رب ذوالجلال مسلماں کو کیا ہوا

اے افراد ملت اسلامیہ! آج ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اشیاء استعمال کرنے سے روکے تو وہ فوراً رک جاتا ہے‘ اگر ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو نمک استعمال کرنے سے منع کرے تو وہ فوراً رک جاتا ہے‘ اگر کھانسی کے مریض کو کھٹی اشیاء سے باز رہنے کی تلقین کرے تو کھٹی اشیاء کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے‘ اگر دل کے مریض کو سخت کام کاج سے روکے تو فوراً اس کی نصیحت پر کان دھرے جاتے ہیں‘ لیکن اگر منبر و محراب سے شیزان کے بائیکاٹ کی آوازیں گونجیں اور دینی رسائل و جرائد مسلمانوں کی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے شیزان کے خلاف بائیکاٹ کی مہم چلائیں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی‘ جان کی حفاظت کے لئے تو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سب کچھ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن کیا ایمان کی حفاظت کے لئے شیزان نہیں چھوڑا جا سکتا؟

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اے مسلمان! اگر روٹی جلی ہوئی ہو تو تیری طبیعت پر گراں گزرتی ہے‘ اگر سالن بدذائقہ ہو تو تیرے گلے سے نیچے نہیں اترتا‘ اگر اشیائے خوردنی پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں تو تجھے گھن آتی ہے لیکن شیزان جیسا ارتدادی مشروب اپنے معدہ میں انڈیلتے ہوئے تجھے کوئی گھن نہیں آتی؟! اپنے دشمن کے گھر کی چیز تو‘ تو نہیں کھاتا لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کے گھر کا مشروب غلاظت پیتا ہے‘ جو تیری توہین کرے اس کے لئے تو تیرے گھر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے لیکن شیزان کے لئے تیرے گھر کے دروازے کھلے ہیں اور اسے پینے کے لئے تیرا منہ بھی کھلا ہے‘ تو کتنے شوق سے اپنے فریج اور باورچی خانہ میں شیزان کی شیطانی بوتلوں کو سجاتا ہے‘ جو تجھے ضرر پہنچائے وہ تیری دعوت میں نہیں آ سکتا لیکن دشمن اسلام ”شیزان“ کی تیری دعوتوں میں اجارہ داری ہے‘ تیرے اسلاف نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وطن چھوڑ دیئے‘ ماں باپ چھوڑ دیئے‘ بیٹے چھوڑ دیئے‘ یارانے دوستانے چھوڑ دیئے اور ایک تو ہے کہ شیزان نہیں چھوڑ سکتا اور شاید علامہ اقبالؒ نے تیرے جیسوں ہی کے لئے کہا تھا:

”یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود“

اے آغوش دنیا میں مست مسلمان! موت ہر دم ہمارے تعاقب میں ہے‘ عنقریب یہ ہمیں اپنے پنجوں میں دبوچ لے گی اور ہماری رگ جاں کاٹ ڈالے گی اور ہم اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے اس جہان فانی سے اس جہان باقی میں پہنچ جائیں گے۔ موت کا کسی وقت بھی حملہ آور ہونا اور ہمیں اچک لے جانا ذہن میں رکھو اور سوچو کہ اگر ہم نے صبح شیزان کی بوتل پی اور دوپہر کو مر گئے یا دوپہر کو شیزان کی چٹنی کھائی اور شام کو جان کی بازی ہار گئے یا شام کو شیزان کا اچار کھایا اور رات کو لقمہ اجل بن گئے یا رات کو شیزان کی جیلی کھائی اور آدھی رات کو انتقال کر گئے‘ ان صورتوں میں شیزان ہمارے پیٹ میں ہو گی اور ہم قبر کے پیٹ میں جانے کے لئے تیار ہوں گے‘ جب ہمیں قبر کے پیٹ میں اتارا جائے گا اور منکر نکیر ہم سے سوال و جواب کے لئے آئیں گے تو ہمارے منہ سے ”شیزان“ کی بدبو آ رہی ہو گی‘ قبر سے اٹھا کر جب میدان حشر میں لایا جائے گا‘ وہاں بھی ہمارا منہ یہ بدبو اگل رہا ہو گا‘ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جب جام کوثر مانگنے جائیں گے تو وہاں بھی اس بدبو کے بار خجالت سے ہمارا سر نہیں اٹھے گا‘ جب ہمارے منہ سے دشمن رسول ”شیزان“ کی ارتدادی بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے ہوں گے تو پھر ہم کس منہ سے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کریں گے؟ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور موت کسی کو مہلت نہیں دیتی‘ زندگی کی چند مستعار گھڑیوں کو مہلت جانیں‘ خوب غور کریں‘ سوچ کے مراقبہ میں بیٹھیں‘ فکر کے اعتکاف میں بیٹھیں‘ کیونکہ آمد عزرائیل کے بعد نہ سوچ سے کچھ حاصل ہو گا اور نہ فکر کا کچھ فائدہ:

جو کچھے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

کہکشاں

☆ جو لوگ وقت کا غلط استعمال کرتے ہیں وہی وقت کی کمی کی شکایت کرتے ہیں۔

☆ اگر کوئی کام کسی کے سپرد کرنا ہے تو دانا کے سپرد کرو ورنہ خود کر یا ترک کر دے۔

☆ ہاتھوں سے پہلے دماغ کو مسلح کرو۔

☆ نیک دل مسلمان صندل کی طرح ہوتا ہے کہ اگر کلہاڑی بھی اسے کاٹتی ہے تو وہ بھی خوشبودار ہو جاتی ہے۔

☆ راستہ پوچھنے سے مت گھبراؤ ورنہ راستہ کھو بیٹھو گے۔

مدحت سلطانِ مدینہ ﷺ

جگر مرادآبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
بس ایک نظرِ رحمتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطان مدینہ

اے جاں بہ لب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ کام نہیں اور جگر کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطانِ مدینہ

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے ــــ بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءَ اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے